مسئلہ نور پر بہترین تحقیق

نور الانوار

مع ترجمہ

تنویر الابصار

تصنیف : مولانا میاں عبدالحق صاحب غورغشتوی

ترجمہ : محمد عبد الحکیم شرقی لاہوری

مرکز جمعیت علماء سرحد ، پاکستان

دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ، ہری پور ، ہزارہ

قیمت قسم اول ۷۵ پیسے — عام ایڈیشن ۶۰ پیسے

اشاعت نمبر

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۝ الآیۃ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ (الحدیث)

جن کی آمد مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ میں ہے — نُورِ اوّل کی طلعت پہ لاکھوں سلام

نُورُ الانوار عربی

فی بیانِ نُورِ سیّدِ الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مع ترجمہ

تنویرُ الابصار بذکرِ نُورِ احمدِ المختار۝

تصنیف اُستاذ العلماء حضرت مولانا میاں عبدالحق صاحب غورغشتوی مدظلہ العالی

ترجمہ از قلم محمد عبدالحکیم شرف لاہوری

جمعیت علماء حد پاکستان دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

کتبہ سید شاہ عبدالعزیز محبوب آبادی

حرف اوّل

للہ الحمد کہ جمعیت علمائے سرحد پاکستان نے ایک سال کے مختصر عرصہ میں بفضلہ تعالیٰ نمایاں کامیابی حاصل کی ہے بیشمار مشکلات کے باوجود سات رسالے قدر دان ہاتھوں تک پہنچ چکے ہیں (۱) فضائل اذکار ختم غوثیہ شریف کی نفیس تحقیق (۲) الحجۃ الفاخرۃ ایصالِ ثواب کیلئے دن مقرر کرنے پر بحث (۳) اتیان الارواح "روحیں مختلف دنوں میں اپنے گھر آکر صدقات و خیرات کا مطالبہ کرتی ہیں (۴) "بذل الجوائز" نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کی فقہی تحقیق و تدقیق (۵) جنازہ کے بعد دعا سے متعلق حدیثی تحقیق" (۶) "جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر" پر بہترین ریسرچ۔ (۷) "غایۃ الاحتیاط فی جواز حیلۃ الاسقاط" حیلہ اسقاط پر مفصل کلام

اس تمام کامیابی کا انحصار جمعیت کے جملہ اراکین کے بھرپور خلوص اور بلند عزائم پر ہے بالخصوص حضرت خواجہ محمود الرحمٰن صاحب سجادہ نشین چھوہر شریف حضرت خواجہ فضل الرحمٰن صاحب سرپرستان جمعیت حضرت مولانا صاحبزادہ طیب الرحمان صاحب صدرِ جمعیت و جنرل سیکرٹری دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور مولانا عطا محمد صاحب نائب ناظم جمعیت صاحبزادہ سید محمد شاہ صاحب (گنجہ شریف) نائب صدر اور مولانا عبدالمالک صاحب ناظم نشر و اشاعت کی خصوصی توجہات ان تھک کوششوں کو بہت بڑا دخل ہے۔ تمام اراکین بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

خصوصاً جناب عبدالرحمٰن صاحب ہزارہ سوپ فیکٹری والے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے "بذل الجوائز" کی اشاعت میں خصوصی تعاون کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کا مزید درد اور توفیق عمل عطا فرمائے۔ آمین

محمد عبدالحکیم شرف لاہوری ناظم جمعیت علمائے سرحد پاکستان ہری پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند!

غوثِ زماں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی قدس سرہ العزیز

ویسے تو اہل دل کو پہچاننا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہوتا کیونکہ ان کے ہاں نہ تو تخت و تاج ضروری ہوتا ہے نہ جاہ و حشم۔ ان کے نزدیک نہ تو مال و دولت کی کچھ وقعت ہوتی ہے اور نہ بلند و بالا پختہ عمارتوں کی۔ وہ صف بستہ سرو قد غلاموں اور تنخواہ دار دربانوں سے قطعاً بے نیاز ہوتے ہیں۔ کیونکہ خلق خدا کے ساتھ ان کے تعلقات رسمی اور ظاہری نہیں بلکہ حقیقی اور باطنی ہوا کرتے ہیں ان کے تعلقات تصنع اور بناوٹ کے پردوں سے یکسر عاری ہوتے ہیں عام لوگوں کی طرح وہ رؤسا اور سلاطین کے سامنے جھکنا نہیں جانتے بلکہ بادشاہ ان کے دربار کی حاضری کو سعادت تصور کیا کرتے ہیں۔ سچ ہے ؎

فقر شاہوں کا شاہ اور فقر ہے میروں کا میر

تاہم ان حضرات کو اخلاق و کردار کی بلندی سے پہچاننا کچھ مشکل نہیں ہوتا وہ اپنے پاکیزہ اخلاق ہی سے مخلوق خدا کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ دین متین کی خدمت سے متعلق کارہائے نمایاں سے بھی ان کی شناخت کی جا سکتی ہے۔ یہ لوگ کبھی مساجد کی تعمیر میں مصروف ہوتے ہیں تو کبھی دینی مدارس کی بنیادیں اٹھا رہے ہیں تاکہ لوگ دین اسلام کے ان مرکزوں سے فیضیاب ہو کر خود راہ راست سے آشنا ہوں اور دوسروں کی ہدایت کا سامان بنیں۔ شریعت مقدسہ کی اتباع اس قدر غالب ہوتی ہے کہ نبی عربی آقائے مدنی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی سے سر مو انحراف کے لئے تیار نہیں ہوتے دین و مذہب سے بے پناہ لگاؤ کے پیچھے کارفرما قوت محبت خدا!

سرورِ ہر دوسرا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ محبت والفت ہوتی ہے جو ان کے دلوں میں جاگزیں ہو چکی ہوتی ہے اسی لئے تو وہ روز و شب لوگوں کو اس محبت سے آشنا کرتے رہتے ہیں۔ یہی انکا مقصدِ زیست ہوتا ہے اور یہی سرمایۂ حیات۔

غوثِ زماں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ میں یہ تمام صفات بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ اسی لئے باوجودیکہ آپ کو پردہ فرمائے عرصہ گذر چکا ہے مغربی پاکستان تو کجا مشرقی پاکستان کے بے شمار لوگوں کی محبت و عقیدت کا آپ مرکز ہیں۔ اور اب بھی ہزاروں لوگ آپ کے جود و کرم سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

آپ نسب کے لحاظ سے علوی مشرب کے لحاظ سے قادری اور مسلک کے اعتبار سے سنی حنفی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ہری پور کے شمال مغرب میں ایک میل سے کچھ کم فاصلے پر واقع دیہات چھوہر شریف میں تقریباً ۱۲۶۲ھ میں ہوئی۔

آپ کے والد ماجد حضرت سید المحبین رئیس الاصفیاء پیکرِ زہد و مجد حضرت خواجہ شیخ فقیر محمد المعروف بہ خواجہ خضری رحمہ اللہ تعالیٰ نہایت متقی پرہیزگار اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے جوانی کا عالم تھا آپ رات کے وقت محبت و معرفت کے کچھ اشعار پُر درد اور پُر سوز آواز میں پڑھ رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بزرگ صورت اور نیک سیرت بہترین لباس پہنے ہوئے آپ کے سامنے جلوہ افروز ہیں انہوں نے فرمائش کی کہ کچھ اشعار سنائیں آپ نے حکم کی تعمیل کی تو وہ بزرگ فرمانے لگے مجھے پہچانتے ہو؟ عرض کی میں آپ کو پہچان نہیں سکا۔ انہوں نے فرمایا میں خضر ہوں۔ تمہاری خوش آوازی کو سُن کر تمہارے پاس آیا ہوں آئندہ بھی آیا کروں گا۔ چنانچہ حضرت خضر کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور ان کی توجہ اور شفقت سے آپ ولایت کے بلند مدارج پر فائز ہو گئے اسی لئے آپ کا لقب خواجہ خضری مشہور ہو گیا۔ اور پھر حضرت خضر ہی کے ارشاد کے مطابق آپ نے اپنے شیخِ طریقت پیرِ ہدایت حضرت شیخ محمد انور شاہ صاحب گنچھتروی مظفر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے حضرت خواجہ خضری صبح شام جب اپنے

پیر و مرشد کے ساتھ سیر کے لئے جاتے تو حضرت شیخ المشائخ شیخ محمد انور شاہ صاحب آپ کے ساتھ ساتھ چلتے آگے نہ چلتے تھے کسی مُرید نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ درویش اس وقت کا غوثِ اعظم ہے اس لئے میں ان کے آگے نہیں چلتا اور چونکہ خوش قسمتی سے میں ان کا پیر بن گیا ہوں اس لئے یہ ادباً مجھ سے آگے نہیں چلتے۔

ابھی حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی قدس سرہٗ کی عمر شریف آٹھ سال ہی تھی کہ والد مکرم حضرت خواجہ خضری کا ظاہری سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا اسی بچپن اور ارجمندی کے دور میں آپ کو ایک عجیب چلّہ طے کرنے کا خیال پیدا ہوا جس کا مقصد جسمانی کدورتوں اور آلائشوں کی تطہیر تھی چنانچہ آپ اپنے مکان میں گوشہ نشین ہو کر اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ کھانا پینا بند تھا ہر روز آپ خون کی قے کرتے جب جسمانی کدورتوں کا صفایا ہو گیا تو آپ کو قے میں پانی آنا شروع ہو گیا۔ یوں چلّہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور آپ کے دل و دماغ کو لطافت و نورانیت حاصل ہو گئی۔

ان دنوں حضرت اخون صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا چرچا تھا آپ کے دل میں رہبر کامل کی تلاش کے شوق نے انگڑائی لی چنانچہ آپ اپنے چند رفقا سمیت حضرت اخون صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربارِ عالی میں سیدو شریف (سوات) حاضر ہوئے وہاں خلق کا بے پناہ ہجوم تھا۔ بڑے بڑے پٹھان ایک نظر دیدار کی کوشش کرتے مگر ناکام رہتے اس صورت حال کو دیکھ کر آپ کے رفقاء نے گذارش کی کہ ہمارے لئے حضرت کی زیارت بہت مشکل ہے اس لئے یہی بہتر ہے کہ واپس چلیں اسی پس و پیش میں رات گذر گئی۔ صبح کے وقت احباب نے واپسی کے لئے گذارش کی آپ نے فرمایا ہمیں کچھ انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ حضرت اخوند صاحب چاشت کے وقت اپنی مسجد کی سیڑھی پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور مشتاقانِ زیارت کو دیدار کراتے ہیں۔ نزدیک سے نہ سہی چلو دور ہی سے

ایک نظر زیارت کر لیں گے ۔ ادھر خادم نے حضرت اخوند صاحب کا دروازہ کھولا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں ضلع ہزارہ کا ایک آدمی ہے اسے بلا لاؤ خدام نے اعلان کیا کہ ہزارہ کا کوئی آدمی ہو تو آگے آجائے حضرت نے انہیں یاد فرمایا ہے ۔ آپ کے ساتھیوں نے عرض کی کہ آپ فرما دیں میں ضلع ہزارہ کا باشندہ ہوں ملاقات اور زیارت کا یہ بہت اچھا موقع ہے آپنے فرمایا ضلع ہزارہ کے یہاں بہت آدمی ہوں گے ہم کس شمار میں ہیں کہ حضرت اخوند صاحب نے ہمیں یاد فرمایا ہو چنانچہ آپ خاموش رہے لیکن حضرت اخوند صاحب کے خادم نے آپ کو تلاش کر ہی لیا جب خادم آپ کو حضرت اخوند صاحب کے دربار میں لے گئے تو حضرت اخوند صاحب نے پشتو میں تین دفعہ فرمایا دغہ دے یہی وہ شخص ہے جس کی مجھے تلاش تھی حضرت اخوند صاحب نے فرمایا دعا کریں حضرت خواجہ صاحب نے ہاتھ اٹھائے تو اس قدر بوجھ محسوس ہوا کہ گویا ساتوں آسمان اوپر رکھ دیئے گئے ہیں اور جب دعا سے فارغ ہوئے تو وہ بوجھ فرحت و انبساط میں تبدیل ہو گیا سچ ہے

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت اخوند صاحب نے آپ سے پوچھا کہ رات کو خواب میں کچھ دیکھا ؟ عرض کیا وہ جگہ دیکھی ہے جہاں چلہ کیا کرتا ہوں آپ نے فرمایا وہیں رہیں آپ کے پیر و مرشد وہیں آکر بیعت فرما لیں گے ۔ نیز اخوند صاحب نے فرمایا آئندہ ایسا چلہ نہ کریں اگر موت واقع ہو جاتی تو اس کا کون ذمہ دار ہوتا چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے کچھ دنوں بعد گولڑہ شریف خواجہ حضرت فضل الدین صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا حضرت اخوند صاحب کے فرمان پر اعتبار نہیں آیا کہ آپ کا مرشد خود آپ کے گھر آکر بیعت کرے گا ۔ آپ نے فرمایا حضرت میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں اور بس ! چنانچہ آپ واپس تشریف لاکر یادِ حق میں مصروف ہو گئے

کچھ دنوں بعد بادشاہِ ولایت مرشدِ برحق حضرت شیخ یعقوب شاہ صاحب گنجوری قدس سرہ کشمیر سے تشریف لاکر رونق افروز ہزارہ ہوئے اور چھوہر شریف تشریف لاکر دریافت فرمایا کہ یہاں کوئی بچہ عبدالرحمٰن نامی ہے ! لوگ آپ کو حضرت خواجہ چھوہروی قدس سرہٗ کے عبادت خانہ میں لے گئے آپ نے حضرت شاہ صاحب کا پرتپاک استقبال کیا اور یہیں حضرت شاہ صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے ۔ حضرت شاہ صاحب نے بیعت کے بعد آپ کو خصوصی توجہات اور عنایات سے نوازا اور یوں ایک کامل پیر اور مرید کا کبھی نہ ٹوٹنے والا تعلق استوار ہو گیا۔

آپ نے سوائے قرآن مجید پڑھنے کے باقی علوم حاصل کرنے کے لئے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا لکھنے کا طریقہ اور تمام علوم اللہ تعالےٰ نے آپکو عطا فرما دیئے نہ صرف علوم ظاہری بلکہ علوم باطنی اور علم معرفت سے نوازا اور بچپن میں ہی مرتبہ ولایت پر بھی فائز فرما دیا۔

حلیہ مُبارک

آپ کا قد مبارک درمیانہ چہرہ خوبصورت ، گندم گوں ۔ ملاحت آمیز اور دلکش تھا کینے سے پاک سینہ وسیع اور مضبوط آنکھیں خوبصورت اور مست تھیں ان میں بلا کا خمار تھا ۔ لال ڈورے تو اور بھی حسن و دلکشی میں اضافے کا باعث تھے ۔ ڈاڑھی گنجان ، سفید اور بے حد حسین تھی

عادات واطوار

آپ کی زندگی سادگی سے بھرپور تھی رہائش کے مکان کچے تھے اور وہ بھی اس حالت میں کہ بارش ہوتی تو باہر پانی کم اور مکان کے اندر زیادہ ہوتا ۔ اہل خانہ رات کو آرام کر رہے ہوتے اور آپ پانی نکالنے میں مصروف ہوتے آپ کا لباس بھی نہایت سادہ ہوتا اکثر موٹا کھدر استعمال فرماتے ۔ علماء و فقراء کی بے حد تعظیم کیا کرتے تھے جب کوئی اہل علم یا صاحب فقر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ تعظیماً اٹھ کھڑے ہوتے اور بے حد محبت و عزت سے پیش آتے ۔ خلق خدا کی

ملاقات کے لئے آپ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوتا۔ کھانے پینے کے لئے جو کچھ مہمانوں اور مسافروں کو پیش کرتے وہی خود تناول فرماتے کھانے پینے کی چیزیں خود گھر سے اٹھا کر لاتے اور مہمانوں کو خود کھلاتے۔

طلبہ کے بارے میں بہت ہی خیال رکھتے تھے خود ان کی خدمت کرنے میں عار محسوس نہ فرماتے یہ خود ان کی بلندی اور عظمت کی دلیل تھی۔ ایک دفعہ رات کو بارش ہو رہی تھی چھوہر شریف سے طلباء کا کھانا لیکر خود مدرسے کیطرف (جو کہ چھوہر شریف سے ایک میل سے کچھ کم فاصلے پر واقع ہے) تشریف لارہے تھے کہ راستے میں ایک نالے پر سے آپ کا پاؤں پھسل گیا۔ کپڑے پانی سے تر ہو گئے روٹیوں اور ترکاری کی حالت بھی عجیب تھی آپ اسی حالت میں واپس آئے اور کھانا پھر تیار کروایا ایسے حالات میں آپ کو اپنی تکلیف کا خیال نہ تھا احساس تھا تو صرف اس بات کا کہ طلباء کو بھوک ستا رہی ہوگی اور وہ منتظر ہوں گے۔ اسے کہتے ہیں تصوف اور صوفیت حضرت شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

تصوف بجز خدمتِ خلق نیست — بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

حُبّ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم آپ کے تمام کمالات کا منبع اور سرچشمہ محبوب خدا سرور ہر دو سرا رحمت عالم نور مجسم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ محبت تھی جو آپ کے دل و دماغ میں جاگزیں تھی بلکہ آپ کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی آپ کے شب و روز یاد حبیب میں بسر ہوتے مریدین اور متعلقین کو بھی یہی بتایا جاتا کہ آقا و مولا مدنی تاجدار احمد مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہی سرمایۂ حیات ہے اور آپ کی محبت ہی دین و ایمان کی جان ہے حضور پُر نور شافع یوم النشور کی محبت جتنی زیادہ ہوگی اللہ تعالیٰ پر ایمان اتنا ہی پختہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت کا جذبہ اتنا ہی فزوں ہوگا

تصنیفات باوجود اس کے کہ آپ نے علوم ظاہریہ کسی سے حاصل نہیں کئے تھے لیکن خداداد علم لدنی کی بنا پر آپ نے بعض نہایت اہم کتب بھی تصنیف فرمائیں چند ایک کے نام ملاحظہ ہوں:۔

(۱) صلوٰۃ الکبریٰ شریف المعروف درود ہزارہ۔
(۲) صلوٰۃ العظمیٰ شریف عربی۔
(۳) سیاف شرح چہل کاف شریف پنجابی اشعار میں۔
(۴) شرح اسماء حسنیٰ شریف
(۵) شرح جامع ترمذی شریف۔
(۶) شرح ابن ماجہ (اس میں آپ نے ابن ماجہ کی اصلاح فرمائی ہے اور براہِ راست عن عبدالرحمٰن عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے)
(۷) شیخ المشائخ حضرت خواجہ گل محمد شاہ کنگال کے پنجابی اشعار کا عربی اور فارسی شعروں میں ترجمہ
(۸) آپ کی مشہور ترین کتاب مجیر عقول الفحول فی بیان اوصاف عقل العقول المعروف بہ **مجموعہ صلوٰۃ الرسول** ﷺ شریف

اس کے تیس پارے ہیں ہر پارہ قرآن مجید کے پاروں سے بہت بڑا ہے یہ کتاب تین ضخیم جلدوں میں چھپ چکی ہے اور دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ سے ملتی ہے اسے آپ نے بارہ سال آٹھ ماہ اور بیس دن میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

کتاب کیا ہے محبت و عرفان کا دریا موجزن ہے علم و فضل کا بحر ناپیدا کنار ہے حقائق و معارف کا سرچشمہ اور کیف و سرور کا منبع ہے عبارت نہایت سلیس اور شگفتہ ہے قرآن و حدیث کے بے شمار اقتباسات نے اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں مشکل کشائی اور حاجت برآری کیلئے اس کا ختم شریف بے حد مفید ہے۔ جہاں علماء عظام کے لئے اس کا مطالعہ وسعت معلومات کا ذریعہ ہے وہاں اس کا ورد صوفیائے کرام کیلئے فراوانیٔ کیفیات اور بلندیٔ درجات کا سامان ہے چونکہ آپ کو شہرت سے بہت زیادہ نفرت تھی اس لئے یہ عظیم کتاب آپ کی حیات مبارکہ میں شائع نہ ہو سکی آپ کے فرمان کے مطابق بعد

اندوصال چھپ کر اہل دل کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنی ۔ وہ زندگی کتنی پاکیزہ اور مقدس ہوگی جس کے شب و روز سراپا حسن و خوبی اور پیکر جمال صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے میں صرف ہوتے ہوں گے ۔

صلوٰۃ الرسول شریف کا ہر پارہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لاتعداد اوصاف حسنہ اخلاق فاضلہ اور فضائل وکمالات میں سے کسی نہ کسی وصف و کمال کے بیان میں مستقل ہے کسی میں صلوٰۃ وسلام کا بیان ہے تو کسی میں آپ کے بدن مبارک اور اعضائے شریفہ کا ذکر ہے کسی میں آپ کے لباس کی تفصیل ہے تو کسی میں آپکے حسب ونسب کا تذکار ہے چنانچہ پہلے پارے میں نبی اکرم نور مجسم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور وظہور کا بیان ہے کچھ آپ بھی سنیں اور لطف حاصل کریں ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَحَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الامی الذی خلق من نورہ فمن عرق رأسہ خلق الملائکۃ ومن عرق وجھہ خلق العرش والکرسی واللوح والقلم والشمس والقمر وما کان فی السماء من الحجاب والکوکب المضی ومن عرق صدرہ خلق الانبیاء والمرسلون والشہداء والصلحون وکل ولی وعلی آلہ وصحبہ الذین افضلھم الصدیق ثم عمر ثم عثمان ثم علی من قال لہ جبریل لافتی الا علی وبارک وسلم (مجموعہ صلوات الرسول پارہ اول ص۱)

اے اللہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عبد خاص، رسول مکرم، حبیب معظم اور نبی امی پر لاتعداد رحمتیں نازل فرما جنہیں نور سے پیدا فرمایا گیا ۔ پھر آپ کے سر اقدس کے پسینے سے فرشتوں کو چہرہ انور کے پسینے سے عرش، کرسی، لوح، قلم، شمس و قمر اور آسمان کے تمام حجابات اور تابندہ ستارے پیدا کئے گئے اور آپ کے سینہ مبارک کے پسینے سے انبیاء و مرسلین، شہداء و صالحین اور ہر ولی کو پیدا کیا گیا اور جن کے نور سے

تمام کائنات تخلیق کی گئی، نیز اپنی رحمتیں آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر نازل فرما جن میں سب سے افضل ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جن کے متعلق حضرت جبریل امین نے فرمایا لافتی الا علی ۔

اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمدن الذی کان القمر یحدثہ فی حالۃ الصغر (پارہ اول ص۳۲)

اے اللہ! ہمارے سید و سرور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما وہ حبیب مکرم جنکو بچپن میں چاند بہلایا کرتا تھا اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں — کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اللھم صل وسلم علی سیدنا محمدن الذی لم یزل ینتقل نورہ من الارحام الزکیۃ الفاخرۃ والارومات الشریفۃ الطاہرۃ والعناصر الطیبۃ الطاہرۃ استخرجہ اللہ رحمۃ لاھل الدنیا والآخرۃ (پارہ ۱، ص۲۵)

اے بار الٰہا! اپنے محبوب اور ہمارے آقا نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل پاک پر رحمت و سلامتی کی بارش فرما جس حبیب محترم کا نور پاکیزہ اور قابل فخر شکموں شرافت و قوت والے آباء اور طیب و طاہر اصول سے منتقل ہوتا رہا اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت والوں کے لئے رحمت بنا کر پیدا فرمایا ۔

حقیقت یہ ہے کہ مجموعہ صلوات الرسول کو اہل علم و بصیرت مطالعہ کرکے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت اور زبان عربی کا فقید المثال شاہکار قرار دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں خصوصاً جبکہ یہ امر بھی ان کے سامنے ہو کہ اس کے مصنف نے علوم ظاہرہ میں کسی استاذ سے استفادہ نہیں کیا تھا اور اس درود شریف کی املاء اس روانی سے کرتے تھے جیسے کوئی حافظ قرآن

پڑھ رہا ہو۔

دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور

غوث زماں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی قدس سرہ کو چونکہ دین متین سے بے پناہ لگاؤ تھا اور اس بات کا آپ کو پوری طرح احساس تھا کہ دینی درسگاہ قائم کرنے سے بہتر دین کی خدمت کی کوئی صورت نہیں اس لئے جہاں آپنے بہت سی مسجدوں کی بنیاد رکھ کر ان کی تکمیل کی وہاں آپ دینی مدرسہ قائم کرنے کے لئے بہت بے تاب رہتے نواب امیر میجر سرخانی زمان خان صاحب جو آپ کے نہایت عقیدت مند تھے انہوں نے اپنا ایک باغ جس میں طرح طرح کے پودے اور پھل دار درخت تھے بطور ہدیہ پیش کیا آپ نے فوراً تمام پودوں اور درختوں کو کٹوانا شروع کر دیا نواب صاحب کو اطلاع ملی تو انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے یہ بہترین باغ اس لئے پیش کیا تھا کہ اس سے لنگر شریف کو فائدہ پہنچے گا آپ نے یہ کیا کیا کہ اس کے درخت کٹوانے شروع کر دیئے آپ نے فرمایا نواب صاحب میں یہاں پر ایک ایسا باغ لگانا چاہتا ہوں جس کی مہک دور دور تک پہنچے گی اور خلق خدا اس سے فائدہ حاصل کرے گی۔

چنانچہ آپ نے مدرسے کی تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ آپ خود مٹی کی کچی اینٹیں بناتے اور خود ہی دیواریں کھڑی کرتے اس کام میں آپ اس قدر منہمک ہو جاتے کہ دوپہر کا کھانا تک نہ کھاتے بالآخر آپ کی کوشش رنگ لائی اور طلباء کی رہائش کے لئے کچھ کچے کمرے تیار ہو گئے اس کا نام آپنے مدرسہ **اسلامیہ محمدیہ** رکھا۔ اس کی بنیاد آپنے یکم ربیع الاول ۱۳۲۶ھ میں رکھی جسے بعد میں **اسلامیہ رحمانیہ** کا نام دے دیا گیا۔ یوں طلباء آنے لگے اور قرآن و حدیث کا درس شروع ہو گیا آپ طلباء کو علم حاصل کرتے دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے اور جب طلباء تکمیل کے بعد فارغ ہوتے تو آپ کی خوشی

کی کوئی انتہا نہ رہتی اور آپ کا چہرہ چمک اٹھتا۔ بعد ازاں دارالعلوم کی پختہ عمارت کی تعمیر میں آپ کے خلیفۂ اعظم حافظ سید احمد سریکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بے انداز کوششوں کو بہت دخل ہے۔ انہی کے ذریعے حضرت خواجہ صاحب چھوہروی قدس سرہ کے عقیدت مندان چٹاگانگ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

تعمیر ثانی کی ابتداء ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ کو کی گئی جنوب کی طرف دوسری منزل تعمیر کی گئی ۱۹۶۳ء میں اس دور کے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان سابق صدر پاکستان جب دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ میں آئے تو اہالیان ہزارہ کے جم غفیر سے خطاب کیا اور دارالعلوم کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپے دیئے اس خطیر رقم سے دارالعلوم کی شرقی دو منزلہ دوہری عمارت تیار کی گئی اور جانب جنوب دوسری منزل کا لینٹر (بنایا گیا) اور پلاسٹر بھی کیا گیا۔ ایک ایکڑ رقبے میں شرقاً غرباً پھیلی ہوئی دارالعلوم کی عمارت عجیب دلفریب منظر پیش کر رہی ہے۔ دوسری منزل کے چند کمرے پرائمری اسکول کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جس میں ہری پور اور قرب و جوار کے سینکڑوں بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں باقی کمروں میں بیرونی طلباء، مثلاً آزاد کشمیر مظفر آباد، مانسہرہ، ایبٹ آباد، سرگودھا۔ ساہیوال۔ ڈیرہ اسماعیل خان وغیرہ کے طلباء، حفظِ قرآن اور علوم دینیہ کی تحصیل میں مصروف ہیں شب و روز قال اللہ و قال الرسول (جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی صدائیں بلند ہوتی ہیں جن سے یقیناً حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی قدس سرہ کی روحِ انور کو خوشی ہوتی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ غوث زماں حضرت خواجہ چھوہروی قدس سرہ کے فیض کے اس چشمے کو جاری رکھے۔ اراکین و معاونین مدرسہ کو دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از بندہ آمین از ملک پوزش از لبنداد اجابت از فلک

(امام احمد رضا قدس سرہٗ)

آپ کا وصال تقریباً اسی سال کی عمر میں یکم ذوالحجہ ۱۳۵۲ھ بروز شنبہ بعد از نماز مغرب ہوا آپ کا مزار چھوہر شریف میں اب بھی مرجع خلائق ہے آپ کے سالانہ عرس میں دور دراز کے لوگ بکثرت شریک ہوتے ہیں۔

محمد عبدالحکیم شرف لاہوری

مختصر حالاتِ حضرتِ مصنّف دامت برکاتہم العالیہ

محقق بے مثیل مدقق بے عدیل استاذ العلماء حضرت العلامہ مولانا میاں عبدالحق صاحب غور غشتوی جابری ابن میر احمد بن فضل احمد بن شیخ احمد صحابیٔ رسول حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ کی عمر ایک سال تھی کہ والد محترم کا سایہ سر سے اُٹھ گیا لیکن رحمتِ الٰہیہ نے ساتھ دیا کہ آپ علم دین حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے دراصل اس طرف متوجہ ہونا آپ کے چچا فاضلِ اجل فیضی میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیضِ نظر تھا حضرت علامہ فیضی میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور کے فاضلِ یگانہ تھے کتب درسیہ خصوصاً عبدالغفور وغیرہ تو آپ کو از بر تھیں ایک دفعہ ٹوپی کے مولوی عبدالرؤف صاحب دیوبندی سے مقام کوٹ میرا میں مسئلہ امتناعِ نظیر پر مناظرہ ہوا فیضی میاں اس طرف تھے کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر ناممکن ہے آخر آٹھویں دن مولوی عبدالرؤف صاحب نے کسی کتاب میں سے ایک عبارۃ پیش کی فیضی میاں نے فرمایا یہ عبارۃ مشکوک ہے اس کتاب کا دوسرا نسخہ لایا گیا اس میں وہ عبارت نہ تھی اور پھر ایک عجیب و غریب انکشاف ہوا کہ مولوی عبدالرؤف صاحب نے ایک کاغذ پر عبارت لکھ کر کتاب میں رکھی ہوئی تھی بالآخر انہیں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔

مولانا میاں عبدالحق صاحب نے اکثر و بیشتر ابتدائی کتب مولانا سید حبیب شاہ صاحب (قاضی پوری) سے پڑھیں کافیہ وغیرہ مولانا فضل احمد صاحب (مقام غازی) سے پڑھے استاذ الکل مولانا فضل حق صاحب رام پوری کے شاگرد مولانا نور گل

سے بھی استفادہ کیا وقت کے شیخ رئیس - رئیس الاذکیا حضرت مولانا محمد دین صاحب بدھوی تلمیذ رشید مولانا فضل حق رامپوری سے منطق و فلسفہ کی آخری کتب پڑھیں - دورۂ حدیث پڑھنے کیلئے دیوبند گئے دوران سال کسی عارضے کی وجہ سے واپس تشریف لے آئے لیکن دیوبندیوں کے غلط اور ہولناک قسم کے عقائد سے محفوظ رہے اور مسلکِ حق مسلکِ اہل سنت و جماعت کی خدمت میں عمرِ عزیز صرف کر دی -

آپ نے خدمتِ دین کیلئے درس و تدریس ایسا بہترین راستہ تجویز کیا ۲ سال مکھڈ شریف پڑھاتے رہے - آستانہ عالیہ سیال شریف بھی پڑھانے کیلئے گئے مگر دو تین ماہ بعد بعض عوارض کی بنا پر واپس چلے آئے چالیس سال تک غورغشتی ضلع کیمبلپور اپنی مسجد میں فی سبیل اللہ علم و فضل کے پیاسوں کو سیراب کرتے رہے -

ایک مرزائی سے مناظرہ

حضرت میاں صاحب مولانا محمد جان صاحب سے ملاقات کے لئے جہاڑ علاقہ تربیلہ میں گئے تو مولانا محمد جان صاحب نے بتایا کہ میاں عبدالجبار مرزائی ساکن مقام گندف سیداں ضلع ہزارہ نے مجھے ایک خط میں لکھا ہے کہ یا تو مرزائیوں کو کافر کہنا چھوڑ دو یا پھر ہم سے مناظرہ کرو اور مشورہ طلب کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے میاں صاحب نے فرمایا مولانا آپ اس علاقے کے مفتی ہیں اگر آپ خاموش رہے تو عوام یہ سمجھیں گے کہ مولوی عبدالجبار حق پر ہے - چنانچہ انہوں نے میاں صاحب کو بھی ساتھ جانے پر رضامند کر لیا، صبح جب لوگوں کو مناظرے کی اطلاع ملی تو جہاڑ کے اکثر و بیشتر آدمی ساتھ ہو لئے اور جب بمقام گندف پہنچے تو گرد و نواح کے لوگوں کا جم غفیر جمع ہو گیا ادھر عوام اور علماء کا بہت بڑا اجتماع تھا ادھر مولوی عبدالجبار اور ان کے حواریوں کو پتہ چلا تو سخت ہراساں ہوئے - بار بار بلانے کے باوجود میدانِ مناظرہ میں نہ نکلے

بالآخر اصرارِ شدید کے بعد میاں عبدالجبار با دلِ ناخواستہ شام چار بجے کے قریب اپنے حواریوں سمیت آپہنچے علماء نے متفقہ طور پر اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت میاں عبدالحق صاحب کو مناظر منتخب کیا۔

عبدالجبار میاں نے میدانِ مناظرہ میں آتے ہی چرب زبانی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے ہم مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ہمارا ایمان ہے ہم آپ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ چار یار حق ہیں اور چار مذہب بھی صحیح ہیں اور میں حنفی المذہب ہوں اور اہل سنت و جماعت کا عقیدہ رکھتا ہوں آپ علماء ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے وارث آپ کا فریضہ کافروں کو مسلمان بنانا ہے نہ کہ مسلمانوں کو کافر قرار دینا۔

میاں عبدالحق صاحب! ہم ہرگز کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے لیکن جو شخص اہل اسلام کے خلاف عقیدہ رکھے اسے ہم مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے ہم آپ سے مختصر وقت میں صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ:-

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں یا نہیں ؟

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے ؟

عبدالجبار میاں (مرزائی) (۱) حضرت عیسےٰ علیہ السلام دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات فرما چکے ہیں۔ (۲) میں مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا وہ مجدد تھے انہوں نے بہت سے انگریزوں کو کلمہ پڑھایا اور دین کی بہت خدمت کی :—

(عبدالجبار میاں لاہوری پارٹی سے متعلق تھے)

میاں عبدالحق صاحب:- یہ دونوں عقیدے اہل اسلام کے خلاف ہیں۔

(۱) اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام حیاتِ جسمانی کے ساتھ آسمانوں پر جلوہ افروز ہیں قیامت کے قریب اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے

(۲) مرزا صاحب مجدد تو کجا مسلمان کہلانے کے بھی حقدار نہیں اگر ہمت ہے تو اپنے ان دونوں دعووں پر دلیل پیش کرو۔

عبدالجبار میاں:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اس آیہ مبارکہ سے ثابت ہے
یٰعیسیٰ اِنّی مُتَوَفّیْكَ وَرَافِعُكَ (الآیۃ) مُتَوَفّیْكَ بمعنے مُمِیْتُكَ یعنی
اے عیسیٰ میں تمہیں وفات دینے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے
والا ہوں اس سے بڑھ کر وفات کی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

میاں عبدالحق صاحب:۔ اِنّی مُتَوَفّیْكَ کون سا قضیہ ہے؟ (مقصد یہ تھا
کہ پتہ چل جائے کہ عبدالجبار میاں کتنے پانی میں ہیں تاکہ ان کی سمجھ کے مطابق گفتگو
کی جائے)

عبدالجبار میاں:۔ آپ مولوی حضرات قرآن و حدیث چھوڑ کر قضیوں اور جملوں
میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔

میاں عبدالحق صاحب:۔ اگر آپ کو پتہ چل جائے کہ یہ کون سا قضیہ ہے تو بحث
طویل نہ ہوگی۔ سنیئے:۔ اِنّی متوفیك قضیہ مطلقہ عامہ ہے جس کا معنی
یہ ہوتا ہے کہ یہ حکم تین زمانوں میں سے ایک زمانے میں ثابت ہے۔ اول تو
متوفیك بمعنے ممیتك (میں تمہیں وفات دینے والا ہوں) نہیں ہے بلکہ
اس کا معنے قابضك (میں تمہیں قبض کرنے والا ہوں) دوسرا یہ کہ اگر مان
لیا جائے کہ مُتَوَفّیْكَ کا معنے وہی ہے جو تم نے ذکر کیا ہے تو چونکہ یہ قضیہ مطلقہ
عامہ ہے اس لئے معنے یہ ہوگا کہ میں تمہیں کسی وقت وفات دینے والا ہوں
(یعنے جبکہ قریب قیامت آپ کی وفات کا وقت ہوگا) احادیث کے
مطابق آیہ مبارکہ کا معنے یہ ہوگا کہ پہلے آپ کو آسمانوں پر اٹھایا جائیگا پھر
وقت آنے پر آپ کو وفات دی جائے گی اور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ کا
وعدہ پورا کیا جائیگا۔

عبدالجبار میاں:۔ متوفیك میں وفات کا ذکر پہلے اور رافعك میں اٹھانے
کا ذکر بعد میں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات
پہلے اور اٹھایا جانا بعد میں ہوگا۔ آپ اس کے برعکس کہہ رہے ہیں اور قرآن
مجید کی آیت مبارکہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

میاں عبدالحق صاحب:۔ رافعك اور متوفیك دونوں لفظوں
کے درمیان واؤ آئی ہوئی ہے اس کی دلالت مطلق جمع پر ہوتی ہے یعنی وہ
دلالت کرتی ہے کہ دونوں حکم ثابت ہیں دونوں میں سے کون سا پہلے اور کون سا
پیچھے ہے اس پر کوئی دلالت نہیں قرآن مجید کا طریقہ ہے کہ اہم اور ضروری بات
کو پہلے ذکر کیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ
لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ (الآیۃ) دیکھئے یہاں بھی درمیان میں واؤ
ہے اور پہلے سجدے کا اور پھر رکوع کا ذکر ہے حالانکہ رکوع پہلے ہوتا ہے اور سجدہ بعد
میں چونکہ سجدہ رکوع سے اہم ہے کیونکہ اسمیں زیادہ تعظیم ہے اس لئے اسے پہلے
ذکر کیا اسی طرح مذکورہ بالا آیہ مبارکہ میں متوفیك بمعنے زیادہ اہم ہے کیونکہ عیسائی
حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں ان کے اس عقائدِ فاسد کو رد کرنے
کے لئے پہلے "متوفیك" کا ذکر کیا گیا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ عیسےٰ علیہ السلام کو
تو ایک وقت وفات آنے والی ہے وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں ورنہ واقع
میں وفات رفع جسمانی کے بعد ہوگی۔

اتنے میں عصر کا وقت ہوگیا اذان دی گئی تو مرزائی اجتماع سے علیحدہ ہوگئے
میاں عبدالحق صاحب نے حدیث شریف پڑھی:۔

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار
(بڑی جماعت کی پیروی کرو جو الگ ہوا وہ جہنم میں ڈالا گیا) الحدیث

عبدالجبار میاں:۔ چونکہ تم ہمیں (مرزائیوں کو) کافر کہتے ہو اس لئے ہم تمہارے
پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

تمام مسلمانوں نے الگ نماز پڑھی اور مرزائیوں نے الگ تو اس سے
بھی عوام پر مرزائیوں کی ضلالت و گمراہی ظاہر ہوگئی۔
نماز کے بعد عبدالجبار میاں کو مرزا صاحب کی کچھ غلط اور بیہودہ قسم کی عبارات دکھائی

گئیں۔ اول تو تاویل و توجیہ کے لئے طرح طرح سے پیچ و تاب کھاتے رہے لیکن
حضرت میاں عبدالحق صاحب کی گرفت کے آگے ان کی ایک نہ چل سکی بالکل لاجواب
ہوگئے تو اپنی ندامت کو چھپانے کے لئے پشتو میں اپنے ساتھی سے کہنے لگے
خو دیر زور دو ملا دے (بھئی یہ مولوی تو کوئی آفت ہے) میاں
عبدالحق صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب کی گمراہیاں آپ کے سامنے پیش کر
دی ہیں آپ کی مرضی ہے کہ اب راہِ حق قبول کریں یا نہ!

عبدالجبار میاں مبہوت ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور یوں میاں صاحب کو
مناظرے میں کامل فتح حاصل ہوئی۔ ایک شخص نے پوچھا عبدالجبار میاں کا کیا حکم
ہے اس کے ساتھ غمی شادی میں شرکت کی جائے یا نہ۔ میاں عبدالحق صاحب
نے فرمایا کہ جب تک عقائد باطلہ سے توبہ نہ کریں ان کے ساتھ غمی شادی میں
شرکت جائز نہیں۔

آپ کے ہاں چار صاحبزادے پیدا ہوئے۔ مولوی عبدالسلام صاحب دورہ
حدیث پڑھتے ہوئے فوت ہوگئے۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب۔ مولوی
سیف الرحمٰن صاحب سب سے بڑے لڑکے مولانا محمد نعمان صاحب ہیں نہایت
ذکی اور جید عالم و فاضل ہیں آجکل جامع مسجد غوثیہ نصیر آباد نزد کوہ نور ملز راو
میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

آپ کے تلامذہ میں سے مشہور و معروف دیوبندی مولوی غلام خان
(راولپنڈی) بھی ہیں۔ مولوی غلام خان پہلی دفعہ پڑھنے کے لئے گئے تو بدلیل
و شرح تہذیب وغیرہ پڑھیں پھر دوبارہ گئے تو امور عامہ ملا حسن مطول وغیرہ اسباق
پڑھے میاں صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی غلام خان چنداں ذہین نہ تھے البتہ
محنتی ضرور تھے۔ پھر لطف یہ کہ جب واں بھچراں مولوی حسین علی صاحب دیوبندی
کے پاس پہنچے اور دیوبندیت کے رنگ میں رنگے گئے تو کئی دفعہ استاذ محترم
حضرت میاں صاحب سے مناظرہ کرنے کے لئے آئے میاں صاحب فرماتے ہیں

کہ ہم مولوی غلام خان سے کہتے کہ مولوی حسین علی واں بھچراں کی بلغۃ الحیران
کی اس عبارت پر مناظرہ ہوگا جس میں انہوں نے اس بات کی تائید کی ہے کہ "اللہ
تعالیٰ کو پہلے علم نہیں ہوتا جب کوئی کام ہو جاتا ہے تب پتہ چلتا ہے"
مگر مولوی غلام خان اس طرف نہ آتے ادھر ادھر کی باتیں کر کے چلے جاتے!

حضرت العلامہ مولانا گل اکرام صاحب راولپنڈی۔ حضرت العلامہ مولانا
ہدایت الحق صاحب مہتمم مدرسہ حقائق العلوم غوثیہ حضرو ضلع کیمبلپور۔ استاذ العلماء
حضرت العلامہ مولانا عبدالحق صاحب بارہ زئی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں مولوی
حبیب الرحمٰن (دیوبندی)، مولوی ضیاء الحق دیوبندی۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب
دیوبندی (دہبودی) بھی آپ ہی کے فیض یافتہ ہیں۔ کابل اور کوہاٹ کی طرف
آپ کے بے شمار تلامذہ موجود ہیں۔

درس و تدریس کی مصروفیت کی وجہ سے آپ تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ
توجہ نہ دے سکے تاہم حسب ضرورت بعض مسائل پر آپ نے قلم اٹھایا اور دادِ تحقیق
دی۔ ۱۔ نابالغ بچے کی طلاق واقع نہیں ہوتی خواہ وہ سمجھ دار ہی ہو اس مسئلہ پر
آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کہنے کے جواز پر ایک
رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام **عقد الجید فی نداء البعید**
ہے مسئلہ نور پر آپ نے ایک رسالہ **نور الانوار** فی بیان **نور سید الابرار**
عربی میں تحریر فرمایا اس میں آپ نے آیات و احادیث اور علمائے امت کے اقوال
سے ثابت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ہیں مخالفین کے اعتراضات کے شافی جوابات
بھی بیان فرمائے ہیں جمعیت علمائے سرحد پاکستان بفضلہ تعالیٰ اسی رسالے کو اردو
ترجمے کے ساتھ پیش کر رہی ہے عربی سے ناواقف حضرات کی دلچسپی کے پیش نظر اردو
کو ہر صفحے کے اوپر اور عربی کو نیچے درج کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

———— محمد عبدالحکیم شرف قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مستحق پرستش وہ ذات کریم ہے جس نے ارض و سما کو انبیاء و ملائکہ سے زینت بخشی اور صلوٰۃ و سلام اس ذات کریم پر جو مرکز انوار، رشکِ آفتاب و مہتاب اور سرورِ انبیاء و رسل ہیں نیز آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر جو ہدایت و یقین کے درخشاں ستارے ہیں خصوصاً پیکر رشد و ہدایت خلفاء پر۔

بعد از حمد و ثنا۔ ان دنوں ہمارے علاقے میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حق سے برگشتہ پیروکار اہلسنت و جماعت کے بارے میں محض اس لئے زبان دراز ہو گئے ہیں کہ اہل سنت و جماعت اپنی مجلسوں اور محفلوں میں نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو **نور**، **سراجِ منیر** اور **نورِ الٰہی** (تجلیات الٰہیہ) سے پیدا ہونے

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذى نوّر السموات والارض بالملائكة والنبيين والصلوة والسلام على رسوله الذى هو نور الانوار و شمس الشموس وبدر البدور و سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه الذين هم نجوم الاهتداء واليقين لاسيما الخلفاء الراشدين المهديين۔

اما بعد فلما طال لسان الزائغين من اتباع محمد بن عبد الوهاب النجدى فى هذه الايام فى ديارنا على اهل السنة والجماعة الواصفين فى محافلهم ومجالسهم النبى صلى الله تعالى عليه وسلم بالنور والسراج المنير وانه صلى الله تعالى عليه وسلم اول نور خلقه الله تعالى من نوره وغير ذالك من التشريفات والخصوصيات للحقيقة المحمدية كما يحتفل اهل الاسلام من العرب

والا نور اول کہتے ہیں اور اس کے علاوہ حقیقت محمدیہ کے فضائل اور خصوصی کمالات بیان کرتے ہیں جیسے کہ عرب و عجم کے مسلمان اکثر اوقات میں بالعموم اور ماہ ربیع الاول شریف میں بالخصوص محفل میلاد منعقد کرتے ہیں۔ اس ماہ کی راتوں میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں (محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر) اظہار مسرت کرتے ہیں۔ دیہاتوں اور شہروں میں مجالس منعقد کرنے کا اہتمام کرتے ہیں ان لوگوں کی مخالفت صرف وہ شخص کریگا جس کے دل میں بیماری ہو اور اس ردی فرقے سے تعلق رکھتا ہو جس کا گمان ہے کہ محفل میلاد شرک بدعت، جہالت اور گمراہی ہے اس فرقے والوں کا کہنا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "نور من نور اللہ" (انوار و تجلیاتِ الٰہیہ میں سے ایک نور ہیں) وہ عیسائیوں کی طرح ہے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی جزء مانتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ باپ اس لئے میں نے آیاتِ قرآنیہ، احادیث اور اہل حق ائمہ دین کے اجماع کے دلائل و براہین سے اہل سنت و جماعت کے اس دعوے کو ثابت کرنے اور

والعجم خصوصاً فى شهر مولده عليه السلام ويتصدقون فى لياليه ويظهرون السرور ويهتمون فى عقدهم المجالس فى القرى والامصار فما ينكر عليهم الا من فى قلبه داء وكان من تلك الفرقة الردية القائلة انه شرك وبدعة وجهل وضلال وقالوا من قال ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم نور من نور الله تعالى فهو كالنصارى القائلين بجزئية عيسى عليه السلام من الله تعالى مع انه لم يلد ولم يولد فاردت ان اثبت ذالك المدعى بالبراهين والحجج من نص كتاب الله تعالى والسنة وما اتفق عليه اهل الحق من ائمة الدين وازيل شبهات النجدية اتباعاً للحق الصريح ومن الله التوفيق وهو حسبى ونعم الوكيل

خالص حق کی اتباع کرتے ہوئے نجدیوں (وہابیوں) کے شبہات کو زائل کرنے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا، کافی اور بہترین کارساز ہے گناہ سے باز رہنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔

میں نے یہ رسالہ ایک مقدمے اور دو باب پر مرتب کیا ہے مقدمے میں **نور** کی تعریف اور اس کی دو قسمیں **حسی** اور **معنوی** بیان کی ہیں۔ پہلے باب میں کتاب و سنت اور ائمہ محدثین اور متکلمین کے اقوال سے دلائل بیان کئے اور دوسرے باب میں منکرین کے شبہات نقل کرکے ان کے جوابات دیئے ہیں جو کہ ان شاء اللہ العزیز شک کی تاریکی کو دور کرکے یقین کا فائدہ دیں گے۔

مُقدّمہ

نور دراصل وہ کیفیت ہے جو پہلے نظر آتی ہے اور اس کے واسطے سے دوسری چیزیں نظر آتی ہیں جیسے کہ چاند اور سورج سے ایک کیفیت (روشنی) کثیف اور مقابل جسموں پر پڑتی ہے اس معنی کے اعتبار سے آیۂ مبارکہ "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" میں اللہ تعالیٰ پر نور کا اطلاق مضاف مقدر کرنے سے صحیح ہو گا مثلاً زید کو کرم کہہ دیا جائے بمعنے صاحب کرم یا مجاز (لغوی) کے طور پر یعنی اللہ تعالیٰ

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

رتبت هذه الرسالة على مقدمة و بابين اما المقدمة ففي بيان تعريف النور و بيان قسميه الحسي والمعنوي والباب الاول في ذكر الادلة من الكتاب والاحاديث و اقوال السلف من ائمة الدين من المحدثين والمتكلمين والباب الثاني في دفع شبهات المنكرين واجوبتهم المزيلة للشك المورثة لليقين

مقدمة النور في الاصل كيفية تدركها الباصرة اولا و بواسطتها

زمین و آسمان کو منور فرمانے والا ہے خود ایک قرارت بھی اس طرح ہے اَللّٰهُ منور السموات والارض اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارض و سماء کو ستاروں اور ان کی تابانی سے منور کیا یا یوں کہا جائے کہ انبیاء و ملائکہ کے ذریعے زینت بخشی اس کے علاوہ بھی کئی احتمال ذکر کئے گئے ہیں (بیضاوی شریف) جلالین شریف میں اس آیۂ مبارکہ کا معنے یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو شمس و قمر سے منور فرمانے والا ہے۔ حاشیہ جمل میں ہے کہ نور کی تاویل (منور) اسم فاعل سے اس لئے کی ہے کہ نور درحقیقت ایک عرض ہے جسے آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے لہٰذا نور کا اطلاق براہ راست اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر درست نہ ہو گا نور حسی حقیقی ہے اور کبھی نور کا اطلاق مجازاً نور معنوی علم، ہدایت اور سنت پر بھی ہوتا ہے چنانچہ جب آپ کو ایک مسئلہ سمجھ آجاتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ میرے دل میں ایک نور پیدا ہو گیا ہے اور جب کوئی شبہ واقع ہو جائے تو آپ کہتے ہیں میں تاریکی میں گھر گیا ہوں شاعر نے کہا ہے

ستارے ایسے ہیں تاریکیوں میں　　کہ جیسے سنتیں ہوں بدعتوں میں

سائر المبصرات كالكيفية الفائضة من النيرين على الاجرام الكثيفة المحاذية لهما وهو بهذا المعنى لا يصح اطلاقه على الله تعالى الا بتقدير المضاف كقولك زيد كرم بمعنى ذو كرم او على تجوز في قوله تعالى الله نور السموات والارض اما بمعنى منور السموات والارض وقد قرئ به فانه تعالى نورها بالكواكب وما يفيض منها من الانوار او بالملائكة والانبياء و ذكروا غير ذالك من تفسير البيضاوي و قال في الجلالين منورهما بالشمس والقمر وفي حاشية الجمل انما اوله باسم الفاعل لان حقيقة النور كيفية اى عرض يدرك بالبصر فلا يصح حمله على ذاته الاقدس هذا هو النور الحسي الحقيقي وقد يطلق على المعنوي على سبيل الاستعارة كالعلم والهداية والسنة كما اذا فهمت مسئلة تقول حصل في قلبي نور واذا وقعت شبهة تقول وقعت في ظلمة قال الشاعر ـــ

شاعر نے سنتوں کو واضح ہونے کی حیثیت سے ستاروں سے تشبیہ د
جیسے کہ بدعت کو مخفی اور پوشیدہ ہونے میں تاریکی سے تشبیہ دی ہے (شاعر کا ا
مقصد یہی ہے لیکن بقصد مبالغہ تشبیہ کو معکوس کر دیا) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلے
تعالیٰ علیہ وسلم کو حسی اور معنوی دونوں نور عطا کئے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز
حقیقت عنقریب منکشف ہو جائیگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے ع
فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بہت عظیم ہے۔

باب اوّل!

نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور ہونے کے متعلق

ارشاد باری تعالیٰ ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (تمہارے
پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور واضح کتاب) نور سے مراد نبی اکرم ص
تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے (جلالین شریف وغیرہ تفاسیر) نیز فرمایا۔
ایہا النبی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و

کان النجوم بین رجالها — سنن لاح بینهن ابتداع

شبہ السنن بالنجوم فی الوضوح والظھور کما شبہ البدعۃ بالظلمۃ فی الخفاء و
الظھور وقد اعطی اللہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلا النورین الحسی والمعنوی
وسیفتح لک انشاء اللہ تعالیٰ ذالک فضل اللہ یعطیہ من یشاء واللہ ذو

الباب الاوّل فی اثبات نوریتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ ق
جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین المراد بالنور ھو النبی صلے ا
تعالیٰ علیہ وسلم کما فی الجلالین وقال اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی انا ا

وسراجا منیرا (اے غیب کی خبریں دینے والے ہم نے آپ کو حاضر و ناظر خوش خبری
دینے والا ڈر سنانے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اسکے حکم سے بلانے والا اور سراج منیر بنا کے
بھیجا) امام عبد الرزاق نے اپنی سند ذکر کر کے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر
قربان مجھے وہ چیز بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمائی۔ آپ نے فرمایا
اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا
وہ نور جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوئی جلوہ افروز ہوتا رہا اس وقت نہ لوح و قلم تھے
نہ جنت و دوزخ نہ فرشتہ نہ ارض و سما نہ شمس و قمر اور نہ جن و انس اس
طویل حدیث کو مکمل طور پر علامہ قسطلانی نے مواہب میں نقل کیا پوری حدیث وہاں
دیکھئے۔ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی "حدیقہ ندیہ" میں فرماتے ہیں ہر چیز
آپ کے نور اقدس سے پیدا کی گئی ہے جیسے کہ حدیث صحیح میں ہے حضرت جابر رضی اللہ

شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا اروی عبد الرزاق بسندہ
عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال قلت یا رسول اللہ بابی انت و امی اخبرنی عن
اول شیئ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء
نور نبیک من نورہ فجعل ذالک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن
فی ذالک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا
جن ولا انس الحدیث بطولہ نقلہ العلامۃ القسطلانی فی المواھب فارجع الیہ قال العارف باللہ

ف اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اس وقت بھی موجود تھا جبکہ ابھی
اجسام اور ابدان پیدا نہیں ہوئے تھے اس نور کو اگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت کہا جائے
تو لازم آئیگا کہ صفت موصوف سے پہلے موجود ہو اور یہ نا ممکن ہے لہذا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ نور
آپ کی حقیقت تھی جسے انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانے کے بعد لباس بشریت عطا فرما کر عالم
شہادت میں جلوہ گری دی گئی ۱۲ شرف لاہوری

تعالیٰ عنہ کی روایت کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے "نشر الطیب" میں معنًی ذکر کیا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ خلق محمدی دیگر افرادِ انسانیہ کی طرح نہیں ہے بلکہ کائنات کا کوئی فرد آپ سے مناسبت نہیں رکھتا اس لئے کہ آپ لباس بشریت کے باوجود اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسے کہ خود آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ مکتوب شریف ۱۰۰ بہت سے محدثین نے اس حدیث کو قبول کیا ہے۔ ائمہ کا قبول کر لینا بھی حدیث کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔

اس حدیث کی تائید اس روایت سے بھی ملتی ہے جسے امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب عطا کی گئی آپ نے فرمایا جب کہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام روح وجسم کے درمیان تھے نیز اس کی تائید حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت

السید عبد الغنی النابلسی فی الحدیقۃ الندیۃ قد خلق کل شیئ من نورہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح وکذا ذکر حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المولوی اشرف علی التھانوی فی نشر الطیب معناہ وقال الامام الربانی المجدد للالف الثانی باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ سائر افراد نیست بلکہ بہیچ فردے از افراد عالم مناسبت باو ندارد کہ او صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود نشأ عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللہِ مکتوب ۱۰۰ وکثیر من المحدثین تلقوا ذالک الحدیث بالقبول وقبول الائمۃ دلیل لصحۃ الحدیث ویؤید ذالک ما روی الترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قالوا یا رسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ قال وآدم بین الروح والجسد وما روی العرباض بن ساریۃ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال انی عند اللہ لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ رواہ احمد والبیہقی

ابھی عند اللہ خاتم الانبیاء تھا جبکہ ابھی آدم علیہ السلام کے جسد اقدس کی تکمیل نہیں ہوئی تھی اس حدیث کو امام احمد بیہقی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن مشہور ہے کہ "کنت نبیا وآدم بین الماء والطین" روایت بالمعنٰی ہے۔ یہ لفظ ثابت نہیں ابن تیمیہ اور زرکشی وغیرہ نے کہا کنت نبیا وآدم بین الماء والطین اور کنت نبیا ولا آدم ولا ماء ولا طین ان دونوں حدیثوں کی کچھ اصل نہیں۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نے شرح شفا میں فرمایا مطلب یہ ہے کہ ان حدیثوں کے یہ لفظ ثابت نہیں میں کہتا ہوں ان کا مطلب یہ نہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے جیسے بعض نے گمان کیا اس لئے کہ یہ روایت بالمعنٰی ہے کیونکہ یہ حدیثیں اول الذکر حدیثوں کے معنے میں ہیں اور روایت بالمعنے جائز ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے علم میں نبی تھے جیسے کہ بعض نے کہا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے پہلے آپ کی روح شریف کو پیدا کیا اور اسے نبوت کی شرافت سے سرفراز کیا تاکہ ملاء اعلیٰ کو آپ کی عظمت کا پتہ چل جائے سیدی شیخ تقی الدین سبکی نے فرمایا یہ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو جسموں سے قبل پیدا فرمایا اس لئے کنت

والحاکم وقال صحیح الاسناد واما ما اشتہر علی الالسنۃ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین فھو روایۃ بالمعنی وقال ابن تیمیہ والزرکشی وغیرھما حدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین وکنت نبیا ولا آدم ولا ماء ولا طین لا اصل لھما قال العلامۃ الشھاب الخفاجی فی شرح الشفا یعنی بھذا اللفظ قلت لیس معناہ انہ موضوع کما توھم فانہ روایۃ بالمعنی لانہ بمعنی الحدیث السابق وھی جائزۃ ولیس المعنی انہ کان نبیا فی علم اللہ تعالیٰ کما قیل لانہ لا یختص بہ بل ان اللہ خلق روحہ قبل سائر الارواح وخلع خلعۃ التشریف بالنبوۃ اعلاماً للملاء الاعلیٰ وقال الشیخ تقی الدین السبکی انہ قد جاء ان اللہ تعالیٰ خلق الارواح قبل الاجساد فقد تکون الاشارۃ بقولہ کنت نبیا الی روحہ الشریفۃ او الی حقیقتہ من الحقائق والحقائق

نبیاً کا اشارہ آپ کی روح شریف کیطرف ہوگا یا آپ کی حقیقت کیطرف اور حقائق جاننے سے ہماری عقلیں قاصر ہیں حقیقتوں کو یا تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا جسے اللہ تعالیٰ نے نور الٰہی سے نوازا ہو اللہ تعالیٰ ان حقائق کو جب چاہتا ہے جو چاہتا ہے انعامات عطا فرماتا ہے لہٰذا نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت (بلکہ اس سے بھی پہلے) سے موجود ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے وصف نبوت کی صلاحیت دیکر پیدا فرمایا اور نبوت وختم نبوت کا وصف عنایت فرما دیا۔ آپ کا نام عرش مجید پر لکھ دیا اور آپ کی رسالت کا اعلان کر دیا تاکہ ملائکہ اور دیگر مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی عزت وشرافت کا پتہ چل جائے آپ کا جسد اقدس اگرچہ بعد میں پیدا ہوا لیکن حقیقت شریفہ (قبل از خلقت آدم علیہ السلام) بھی موجود تھی (مواہب لدنیہ اور نسیم الریاض) ملخصاً حدیث صحیح سے ثابت ہو گیا کہ یہ کمال (نبوت وختم نبوت) ہمارے آقا ومولیٰ سید الانبیاء والمرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی خلقت سے بھی پہلے عطا کیا تھا آپ کی نبوت دائمی ہے اس وقت سے لیکر جہاں تک اللہ تعالیٰ کی مرضی آپ کے جسد اقدس کے موجود ہو کر چالیس سال تک پہنچنے اور اس

تقصر عقولنا عن معرفتها وانما يعلمها خالقها ومن امده الله بنور الهى ثم ان تلك الحقائق يؤتى الله كل حقيقة منها ما يشاء فى الوقت الذى يشاء فحقيقة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قد تكون من حين خلق ادم اتاها الله ذالك الوصف بان يكون خلقها متهيئة وافاض عليها من ذالك الوقت فصار نبيا وكتب اسمه على العرش واخبر عنه بالرسالة ليعلم الملائكة وغيرهم كرامته عنده فحقيقته موجودة من ذالك الوقت وان تاخر جسده الشريف المتصف بها (من المواهب ونسيم الرياض) باختصار فعرفنا بالخبر الصحيح حصول ذالك الكمال من قبل خلق ادم لنبينا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم من ربه سبحانه وتعالى انه اعطاه النبوة من ذالك الوقت فنبوته صلى الله تعالى عليه وسلم مستمرة من ذالك الوقت الى ما شاء الله تعالى وانما يتفرق الحال فيما بعد وجود جسده صلى الله تعالى عليه وسلم وبلوغه اربعين

پہلے انبیاء میں (نزول وحی اور تبلیغ احکام میں) فرق آپ کی ذات شریفہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ لوگوں میں آپ کی کلام سننے کی اہلیت نہ تھی احکام کبھی تو شرائط پر اس لئے معلق ہوتے ہیں کہ قابل اور فائدہ لینے والے میں صلاحیت پیدا ہو جائے اور کبھی اس لئے کہ فاعل تصرف کرسکے یہاں پر نزول وحی اور تبلیغ احکام آپ کے جسد عنصری کے چالیس سال کی عمر کو پہنچنے پر اس لئے معلق ہے کہ لوگوں میں آپ کی زبان فیض ترجمان سے فائدہ حاصل کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک آدمی دوسرے کو وکیل بناتا ہے کہ جب تمہیں کفو مل جائے تو تم میری لڑکی کا نکاح کر دینا اس طرح وکیل بنانا درست ہے اور وہ دوسرا آدمی وکالت کا اہل ہے اور اس کی وکالت ثابت ہے لیکن تصرف (نکاح کر دینا) اس وقت پایا جائے گا جب کفو ملے گا اس سے وکالت کی صحت اور وکیل کی اہلیت میں فرق نہیں پڑتا۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عرباض ابن ساریہ کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میں اس وقت بھی عند اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسد عنصری ابھی پایہ تکمیل کو نہیں

وما قبل ذالك بالنسبة الى المبعوث اليهم وتاهلهم لسماع كلامه لا بالنسبة اليه ولا اليهم لو تاهلوا قبل ذالك وتعليق الاحكام على الشروط قد يكون بحسب المحل القابل وقد يكون بحسب الفاعل المتصرف فبان ان التعليق انما هو بحسب المحل القابل وهو المبعوث اليهم وقبولهم سماع الخطاب بجسده الشريف الذى يخاطبهم بلسانه وهذا كما يوكل الاب رجلا فى تزويج ابنته اذا وجدت كفوا فالتوكيل صحيح وذالك الرجل اهل للوكالة ووكالته ثابتة وقد توقف التصرف على وجود كفو وقد لا يوجد الا بعد مدة وذالك لا يقدح فى صحة الوكالة واهلية الوكيل وفى مشكوة الشريفة عن العرباض بن سارية عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال انى عند الله مكتوب خاتم النبيين وان ادم لمنجدل فى طينته وساخبركم عن اول امرى دعوة ابراهيم

پہنچا تھا میں تمہیں اپنے ابتدائی حالات بتاتا ہوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا
حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارت اور وہ نور ہوں جسے میری والدہ ماجدہ نے میری
پیدائش کے وقت دیکھا تھا اس نور کی برکت سے ان کے سامنے شام کے محلات
ہوگئے (بحوالہ شرح السنۃ اور امام احمد نے کچھ کم الفاظ ذکر کئے) شمائل ترمذی میں حضرت
جابر بن سمرہ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو ایک روشن رات میں دیکھا آپ نے سرخ حلہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ میں کبھی
تو چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کے چہرۂ انور کو بالآخر میرا فیصلہ یہی تھا کہ چاند
حسن وجمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کا حسن کہیں زیادہ ہے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک انتہا
دلکش تھے جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے دندان مبارک سے ایک نور
نکلتا ہوا دکھائی دیتا "اسد الغابہ" میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف بیان کی اور فرمایا بخدا
آپ اسی طرح تھے جیسے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے بارے میں کہا

ولبشارۃ عیسیٰ ورؤیا امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج لہا نور اضاء
قصور الشام رواہ فی شرح السنۃ ورواہ احمد عن ابی امامۃ من قولہ سأخبر
وفی شمائل الترمذی عن جابر بن سمرۃ قال رأیت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
وسلم فی لیلۃ اضحیان وعلیہ حلۃ حمراء فجعلت انظر الیہ والی القمر فھو عندی
من القمر وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ
قال فی اسد الغابۃ وصفت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلے
تعالیٰ علیہ وسلم فقالت کان واللہ کما قال فیہ حسان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؎

مثل تابندہ شمع ظلمت کی غارت گر ہوئی — ...اور تاریکی میں جلوہ گر ہوئی
جس سے حق مضبوط اور بیدینی رسوا تر ہوئی — ...اور ...رہا ہے کون اور ہوگا کہاں

حضرت شیخ شمس الدین محدث جزری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حصن حصین میں نور کی
... بیان کردی ہیں جو کتب صحاح بخاری ومسلم نسائی وابن ماجہ اور صحیح ابن حبان میں
... اسی میں ہے کہ جب آپ نماز کیلئے تشریف لے جاتے تو دعا مانگتے "اے اللہ میرے
... نور پیدا فرما میری آنکھوں اور کانوں میں نور پیدا فرما میرے دائیں اور بائیں آگے
... نور پیدا فرما اور مجھے نور عطا فرما (بخاری مسلم نسائی ابن ماجہ) اے اللہ میرے عصا
... گوشت میرے بالوں اور ظاہری جسم میں نور عطا فرما (بخاری۔ مسلم۔ نسائی۔ ابن ماجہ)
اے اللہ میری زبان میں نور عطا فرما میری جان میں نور عطا فرما اور مجھے نور عظیم عطا فرما (مسلم شریف)
اے اللہ مجھے نور بنادے (نسائی۔ ابن حبان) اے اللہ میرے دل میں میری زبان میں میرے
... کانوں میں میری آنکھوں میں نور پیدا فرما میرے آگے اور پیچھے نیچے اور اوپر نور پیدا فرما

متی یبد فی الداجی البھیم جبینہ — یلح مثل مصباح الدجی المتوقد
فمن کان او من یکون کاحمد — نظام لحق او نکال لملحد

وعنہ شمس الدین الجزری المحدث رحمہ اللہ تعالیٰ فی الحصن الحصین احادیث
النور المرویۃ فی الصحاح البخاری ومسلم ونسائی وابن ماجۃ وصحیح ابن حبان حیث قال
واذا خرج للصلوۃ قال اللّٰھم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا
وعن یمینی نورا وعن شمالی نورا وخلفی نورا واجعل لی نورا۔ خ۔ م۔ س۔ ق
وفی عصبی نورا وفی لحمی نورا وفی دمی نورا وفی شعری نورا وفی بشری نورا۔ خ
م۔ ... ق۔ وفی لسانی نورا واجعل لی فی نفسی نورا واعظم لی نورا۔ م
واجعلنی نورا س۔ حب اللّٰھم اجعل فی قلبی نورا وفی لسانی نورا واجعل فی سمعی
نورا واجعل فی بصری نورا واجعل من خلفی
نورا ومن امامی نورا واجعل من فوقی نورا ومن تحتی نورا

ص علامت بخاری ... م ... س ... ق ... حب ... (بائیں حاشیے میں عمودی تحریر)

اے اللہ مجھے نور عطا فرما (مسلم و نسائی) اس دعا سے مقصد یہ ہے کہ اے بار الٰہا تم دیے ہوئے نور کو ہمیشگی اور جلا عطا فرما جیسے کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ہے یعنی اے اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پر ثابت قدمی اور استقامت عطا فرما یہ معنے نہیں کہ ہدایت حاصل نہیں۔

ملا علی قاری قدس سرہ نے موضوعات کبیر میں فرمایا سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کا ظہور پورے عالم میں بدرجہ اتم ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو ہی پیدا فرمایا اور آپ کو قرآن مجید میں (قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین) نور کا خطاب دیا قرآن مجید میں ہے "یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم ویأبی اللہ الا ان یتم نورہ" کفار اللہ تعالیٰ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ فقط اپنے نور کی تکمیل ہے ارشاد باری ہے۔ اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ الآیہ۔ اللہ تعالیٰ ارض و سما کو منور فرمانے والا ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل انور میں نور الٰہی کی مثال یوں ہے جیسے کہ کسی طاق میں چراغ روشن ہو اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

اللھم اعطنی نورا - م - ن - س والمراد من الدعاء الثبات والدوام کما فی اھدنا الصراط المستقیم - وقال العلی القاری فی الموضوعات الکبیر اما نورہ علیہ الصلوۃ والسلام ففی غایۃ الظھور شرقا وغربا واول ما خلق اللہ نورہ وسماہ فی کتابہ نورا وفی دعائہ علیہ الصلوۃ والسلام اللھم اجعلنی نورا وفی التنزیل یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم ویأبی اللہ الا ان یتم نورہ وقال تعالی اللہ نور السموات والارض مثل نورہ فی قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال عز وجل ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور لکن ھذا النور لیس لہ الظھور الا فی عین اھل البصیرۃ فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور وقال ابوھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ اذا ضحک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کیلئے آیا ہے سورہ نور کا

عزوجل وعلا نے فرمایا من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور جسے اللہ تعالیٰ نور دے اس کے پاس کچھ بھی نور نہیں لیکن اس نور کو صرف اہل بصیرت کی آنکھ ہی دیکھ سکتی ہے اس لئے کہ عموماً آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں دل اندھے ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ مسکراتے تو دیواریں چمک اٹھتیں (بزار۔ بیہقی) یعنے دیواروں پر سورج کی روشنی پڑتی (مواہب لدنیہ) علامہ قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چاند اور سورج کی روشنی میں سایہ نہ تھا (اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت کیا) ابن سبع نے کہا کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور مجسم تھے۔ جب آپ چاند اور سورج کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا بعض دیگر حضرات نے کہا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دعا میں یہ قول اس کی تائید کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے نور بنا۔ نیشاپوری نے کہا کہ آپ اس لئے نہیں لکھتے تھے کہ جب آپ ہاتھ میں قلم لیکر لکھنا چاہتے تو آپ کی انگشت مبارک اور قلم کا سایہ اللہ تعالیٰ کے اسم اور اس کے ذکر پر

یتلألأ فی الجدر رواہ البزار والبیھقی ای یضیئ فی الجدر (بضم الجیم والدال جمع الجدار وھو الحائط) ای یشرق نورہ علیھا اشراقا کاشراق الشمس علیھا (مواھب لدنیہ) وقال العلامۃ القسطلانی فی ذالک الکتاب ولم یکن لہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الترمذی عن ذکوان وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظھر لہ ظل وقال غیرہ ویشھد لہ قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا وقال النیساپوری انہ لم یکتب لانہ اذا کتب وعقد الخنصر یقع ظل قلمہ واصبعہ علی اسم اللہ تعالی وذکرہ فلما کان ذالک قال اللہ تعالی

لاجرم یا حبیبی لما لم ترد
ن یکون ظل القلم علی اسمی امرت

پڑتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب جب آپ نہیں چاہتے کہ آپ کا قلم میرے نام پر
اوپر ہو تو میں نے بھی لوگوں کو حکم دیدیا ہے کہ آپ کی تعظیم وتکریم کے لئے اپنی آواز
آپ کی آواز پر بلند نہ کریں اور چونکہ آپ نے یہ پسند نہیں کیا کہ قلم کا سایہ میرے
نام پر پڑے اس لئے میں نے آپ کا سایہ زمین پر پڑنے سے روک دیا ہے تاکہ
اس پر لوگوں کے پاؤں نہ آئیں بعض حضرات نے کہا کہ آپ نور محض ہیں اور نور
کا سایہ نہیں ہوتا اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

علامہ خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں ارشاد قرآن ہے کہ آپ نور مبین ہیں اور
آپ کا بشر ہونا نورانیت کے منافی نہیں جیسے کہ بعض نے وہم کیا اگر تجھے کچھ سمجھ ہو تو
تجھے پتہ چل جائیگا کہ آپ نور علی نور ہیں اسلئے کہ نور اُسے کہتے ہیں جو خود ظاہر ہو اور
دوسروں کو ظاہر کرے اس کی پوری تفصیل امام غزالی کی تصنیف لطیف مشکوٰۃ الانوار
میں ہے امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام یعنی عمر فاروق، عثمان غنی اور علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلائل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بری ہونے
پر ذکر کئے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی

الناس ان لا يرفعوا اصواتهم فوق صوتك تشريفا لك وتعظيما ولا ادع لسبب ذالك ظلك
يقع على الارض صيانة له ان يوطاء بالاقدام قيل انه نور محض وليس للنور ظل وفي
شرح الشفا للعلامة الخفاجي وقد نطق القرآن بانه النور المبين وكونه بشرا لا ينافيه
كما توهم فان فهمت فهو نور على نور فان النور هو الظاهر بنفسه المظهر لغيره
وتفصيله في مشكوٰة الانوار للغزالي رحمه الله تعالى وذكر النسفي رحمه الله تعالى
في المدارك استدلالات الصحابة اعني عمر وعثمان وعلى رضي الله تعالى عنهم على
براءة عائشة الصديقة وذالك مثل ما يروى ان عمر رضي الله تعالى عنه قال لرسول
الله عليه الصلوٰة والسلام انا قاطع بكذب المنافقين لان الله عصمك عن وقوع

کہ مجھے یقین ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسد اطہر
کو مکھی کے بیٹھنے سے اس لئے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھ کر ان سے آلودہ ہو
جاتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو عورت ایسی بدکاری میں مبتلا ہو اللہ تعالیٰ آپ کو اس
کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ نے آپکے سایہ
کو زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ کوئی انسان اس سائے پر قدم نہ رکھدے جب اللہ
تعالیٰ نے کسی کو یہ قدرت نہ دی کہ آپ کے سایہ پر قدم رکھے تو وہ کسی کو یہ طاقت
کب دے گا کہ آپکے حرم اقدس کی عصمت کو داغدار کرے۔ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے عرض کی کہ آپ کو جبرائیل علیہ السلام نے اطلاع دی کہ آپ کے نعلین شریفین
کو کوئی چیز لگی ہوئی ہے اور کہا کہ آپ اسے اتار دیں اگر آپ کے حرم اقدس میں کوئی
عیب بھی ہوتا تو آپ سے کیوں نہ کہہ دیتے کہ انہیں گھر سے نکال دیں (مدارک) نبی اکرم
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے اور مدینہ منورہ
کے قریب پہنچے تو لوگ استقبال کیلئے باہر نکلے عورتوں بچوں اور بچیوں کی زبان
پر تھا ے

وداع کے پربت کے پیچھے سے وہ ماہ منیر آیا
ہوئی سبکو خوشی اور ذمہ پر شکر قدیر آیا

الذباب على جلدك لانه يقع على النجاسات فيتلطخ بها فلما عصمك الله من ذالك
القدر من القذر فكيف لا يعصمك عن صحبة من تكون متلطخة بمثل هذه الفاحشة وقال
عثمان رضي الله تعالى عنه ايضا ان الله ما اوقع ظلك على الارض لئلا يضع انسان
قدمه على ذالك الظل فلما لم يمكن احدا من وضع القدم على ظلك كيف يمكن
احدا من تلويث عرض زوجتك وكذا قال على كرم الله تعالى وجهه ان جبرئيل
اخبرك ان على نعليك قذرا وامرك باخراج النعل بسبب ما التصق به من
القذر فكيف لا يامرك باخراجها بتقدير ان تكون متلطخة بشيء من الفواحش انتهى ولما رجع النبي
صلى الله عليه وسلم من غزوة تبوك ودنا الى المدينة خرج الناس لتلقيه وخرج النساء والصبيان والولائد

جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجا
لیکر مدح میں چند اشعار کہے جن میں سے ایک کا ترجمہ یہ ہے ؎

وقت پیدائش تمہارے نور سے سارا افق　　برملا روشن ہوا ہم کو ملا ہے راہِ ح

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت ایک نور چمکا جس سے تمام زمین منور ہو گئی اور فرمایا اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ شامہ نے کہا یوں معلوم ہوتا ہے اس نور کا ذکر قریش میں شہرت رکھتا تھا اسی کی طرف حضرت عباس نے اشارہ کیا تھا ؎

وانت لما ولدت اشرقت الار　ض وضاءت بنورك الافق
ونحن فی ذالك الضياء والنو　ر وسبل الرشاد نخترق
وقت پیدائش تمہارے نور سے سارا افق　　برملا روشن ہوا ہم کو ملا ہے راہِ ح

حضرت کعب بن زہیر کے مشہور قصیدے "بانت سعاد" کے ایک شعر سے ب
اس نور کے چرچے کا پتہ چلتا ہے جسے انہوں نے دربار رسالت میں پڑھا تھا (زاد

یقلن ؎ طلع البدر علینا من ثنیات الوداع　　وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

ولما دخل المدینۃ قال العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ ایذن لی امتدحك قال ق
لا یفضض اللہ فاك فقال اشعارا منها

وانت لما ولدت اشرقت الار　ض وضاءت بنورك الافق
ونحن فی ذالك الضياء والنو　ر وسبل الرشاد نخترق

قال العلامۃ الخفاجی فی نسیم الریاض وحدیث النور الذی خرج معہ اضاء لہ جمیع الا
رواہ جماعۃ وصححہ ابن حبان والحاکم وقال البرشامۃ کان امر ھذا النور اشتہر ذکرہ ف
قریش والیہ اشار العباس کما مر بقولہ وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت
بنورك الافق (شرح الشفاء) ومما یدل علی شہرۃ امر النور شعر کعب بن زہیر

قیم اور مواہب لدنیہ)

روشن ہوا جس نور سے وہ ہیں رسول اللہ　　رگ باطل پہ شمشیر الٰہی ہیں رسول اللہ!

ابوبکر انباری کی روایت میں ہے کہ جب حضرت کعب اس شعر ان الرسول
پر پہنچے تو حضور نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر مبارک جو آپ نے اوڑھ
انہیں عطا فرما دی اسی چادر کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس
درہم پیش کئے مگر حضرت کعب نے کہا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
کسی کو نہیں دے سکتا جب حضرت کعب کا انتقال ہوا تو حضرت امیر معاویہ نے ان
کو بیس ہزار درہم دیکر وہ چادر شریف لے لی یہی وہ چادر ہے جو آج تک بادشاہو
چلی آرہی ہے (مواہب لدنیہ) نہایہ میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مسکراتے تو آپ کا چہرہ آئینے سے بھی زیادہ صاف ہوتا حتی کہ دیکھنے والا دیوار کا
عکس آپ کے چہرۂ انور میں صاف دیکھ لیتا۔ ابن ابی ہالہ کی روایت میں ہے
کا چہرۂ انور بدر (چودھویں کے چاند) کی طرح درخشندہ تھا چاند سے تشبیہ اس لئے
کہ وہ روئے زمین کو منور کرنے کے ساتھ ساتھ ہر دیکھنے والے کو بھلا معلوم ہوتا ہے اس

القصیدۃ المشہورۃ بقصیدۃ "بانت سعاد" التی قرءھا بحضرۃ النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کما فی زاد المعاد لابن القیم الجوزی والمواهب ؎ ان الرسول لنور یستضاء بہ
مہند من سیوف اللہ مسلول (لطیفہ) وفی روایۃ ابی بکر الانباری انہ لما
وصل الی قولہ ان الرسول لنور البیت رمی علیہ الصلوۃ والسلام بردۃ کانت علیہ وان معاویۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذل لہ عشرۃ آلاف فقال ما کنت لاوثر بثوب رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم احدا فلما مات کعب بعث معاویۃ الی ورثتہ بعشرین الفا فاخذ
منہم قال وہی البردۃ التی عند السلاطین الی الیوم (مواهب) وفی النہایۃ انہ علیہ السلام
کان اذا سر فکان وجہہ کالمرآۃ وکان الجدر تلاحك وجهه ای یری شخص
الجدر فی وجہہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفی حدیث ابن ابی ہالۃ یتلألأ وجہہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر۔

میں تابانی ہے ایذا نہیں ۔ سورج سے اس لئے تشبیہ نہیں دی کہ اسے دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اس کی طرف پوری طرح سے نہیں دیکھا جا سکتا ۔ قمر سے تشبیہ دینے کی بجائے بدر سے تشبیہ دینا زیادہ مشہور اور معروف ہے اس لئے کہ بدر (۱۴ ویں کا چاند) وقت کمال ہے (قمر چاند کو عام حالات میں کہا جاتا ہے) جیسے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آپ کو دیکھتے تو کہتے ؎

اگر تم لباس بشریہ میں نہ ہوتے — یقیناً سوائے بدر کے نہ ہوتے

یہ صرف تشبیہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اس لئے کہ آپ اسماء عالیہ سے بدر بھی ایک اسم ہے ۔ طلع البدر علینا !

کاف تشبیہت سمجھ لے صاحب علم و خرد — کالبدر میں کاف زائد ہے اگر انصاف ہو

فائدہ :- علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا آپ پر پوری طرح ایمان لانے کے لئے یہ اعتقاد بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کو اس طرح پیدا فرمایا کہ نہ آپ سے پہلے کوئی ہوا اور نہ بعد میں آپ کے جسد اقدس کی زیارت سے آپ کی ذات گرامی کی عظمت کے دلائل ملتے ہیں اور آپ کے بلند اخلاق کے

ذالك لان القمر يملاء الارض بنوره ويؤنس كل من شاهده وهو يجمع النور من غير اذى ويتمكن من النظر اليه بخلاف الشمس التى تغشى البصر فتمنع من تمكن الرؤية والتشبيه بالبدر ابلغ فى العرف من التشبيه بالقمر لانه وقت كماله كما قال الفاروق رضى الله تعالى عنه حين رآه او كلما رآه ؎ لو كنت من شئ سوى البشر — كنت المنور ليلة البدر
ولقد صار هذا التشبيه تحقيقا فمن اسمائه صلى الله تعالى عليه وسلم البدر ؏ طلع البدر علينا ؏ من ثنيات الوداع ۔ ولقد احسن من قال ؎ كالبدر والكاف ان انصفت زائدة فيه فلا تظنها كافا التشبيه (مواهب) فائدة قال القسطلانى فى المواهب اعلم ان من تمام الايمان به صلى الله تعالى عليه وسلم الايمان بان الله تعالى جعل خلق بدنه الشريف على وجه لم يظهر قبله ولا بعده خلق آدمى مثله فيكون ما يشاهد من خلق بدنه آيات على ما يتضمن لك من عظيم خلق نفسه

دیکھتے آپ کے دل انور کی رفعت کا پتہ چلتا ہے علامہ بوصیری نے کیا خوب کہا ہے ؎

اور اللہ نے اس کو منتخب اپنا حبیب — کیونکہ اس میں حسن معنی حسن صورت تمام

ہے محاسن میں منزہ غیر کی شرکت سے وہ — حسن کا جوہر ہے جو اس میں وہ ہے نا منقسم

(مولانا محمد سعید پروفیسر دہلوی) یعنی حسن کامل کی حقیقت آپ میں ہی پائی جاتی ہے آپ کو وہ کمال معنوی حاصل ہوا جو کسی اور کو حاصل نہ ہو سکا ۔ وہ حسن ناقابل تقسیم ہے اس لئے کہ اگر وہ حسن منقسم ہوتا تو آپ کو اس کا کچھ حصہ ملتا اور آپ کا حسن کامل نہ رہتا حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لشکر کے ساتھ تشریف لے جاتے ہوئے ایک قبیلے کے پاس فروکش ہوئے اس قبیلے کے سردار نے کہا کہ آپ ہمیں رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بتائیں حضرت خالد بن ولید نے فرمایا مجھ میں اتنی طاقت کہاں کہ آپ کے اوصاف تفصیلاً بیان کروں اس سردار نے کہا آپ اجمالاً ہی بیان کر دیجئے آپ نے فرمایا اللہ کے رسول کی عظمت کا اندازہ بھیجنے والے کی عظمت سے کیا جا سکتا ہے ۔ اسے ابن منیر نے اسرار الاسرار میں بیان کیا حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبے کا اندازہ اور آپ کے حالات پر پوری طرح اطلاع پانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ۔ قرطبی نے کتاب الصلوٰۃ میں بعض حضرات سے روایت کی کہ ہمارے سامنے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پوری طرح ظاہر نہیں ہوا ورنہ

الظاهرة وما يتضمن من عظيم اخلاق نفسه آيات على ما تحقق له من سر قلبه المقدس ولله در الابوصيرى حيث قال ؎ فهو الذى تم معناه وصورته + ثم اصطفاه حبيبا بارئ النسم
منزه عن شريك فى محاسنه + فجوهر الحسن فيه غير منقسم — يعنى حقيقة الحسن الكامل حاصلة فيه لانه الذى تم معناه دون غيره وهى غير منقسمة بينه وبين غيره والا لما كان حسنه تاما لانه اذا انقسم لم يكن له الا بعضه فلا يكون تاما وفى الاثر ان خالد بن وليد خرج فى سرية من السرايا فنزل ببعض الاحياء فقال له سيد ذالك الحى صف لنا محمدا فقال اما انى افصل فلا فقال الرجل اجمل فقال الرسول على قدر المرسل ذكره ابن المنير فى اسرار الاسرار فمن الذى يصل قدره ان يقدر قدر المرسل [illegible] بلغ من الاطلاع على مأثور احوال الرسول

ہم آپ کو دیکھ بھی نہ سکتے علامہ بوصیری نے سچ فرمایا ہے ؎

سمجھے اس نور مجسم کی حقیقت کیا کوئی ۔ قرب ہو یا بعد ہے بہت میں سارے یک
ہے وہ سورج دور سے دیکھو تو لگتا ہے صغیر ۔ پاس سے دیکھو تو بیشک آنکھیں چندھیا جائیں

(مولانا محمد سعید پروفیسر دہلوی تحزیر) آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اعجاز مجسم ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے یا ایہا الناس قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا (اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان (دلیل) آیا اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور بھیجا) مدارک میں ہے برہان سے رسول کریم مراد ہیں جو منکر کو معجزات کے ذریعے مغلوب کر لیتے ہیں علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ روح البیان میں آیہ مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ عطا فرمایا تاکہ امت کے سامنے دعویٰ نبوت کو ثابت کر سکیں لیکن ہمارے آقا و مولا صلے اللہ

حکی القرطبی فی کتاب الصلوٰۃ عن بعضهم انه قال لم يظهر لنا تمام حسنه صلى الله عليه وسلم لانه لو ظهر لنا تمام حسنه لما اطاقت اعيننا رؤيته صلى الله تعالى عليه وسلم ولقد احسن الابوصيرى اليعز حيث قال ؎

اعيا الورى فهم معناه فليس يرى ۔ للقرب والبعد فيه غير منفحم
كالشمس تظهر للعينين من بعد ۔ صغيرة وتكل الطرف من امم

ومن آياته الدالة على ان خلقته الكريمة بتمامها معجزة قوله تعالى يا ايها الناس قد جاءكم برهان من ربكم وانزلنا اليكم نورا مبينا قال فى المدارك اى رسول يبهر المنكر بالاعجاز وقال الاسماعيل الحقى فى روح البيان تحت هذه الآية ان الله تعالى اعطى لكل نبى آية وبرهانا ليقيم بها الحجة على الامة وجعل نفس النبى صلى برهانا منه وذلك لان برهان الانبياء كان فى الاشياء غير انفسهم مثل ما كان برهان موسى فى عصاه وفى الحجر الذى انفجرت منه اثنتا عشرة عينا وكان نفس النبى عليه السلام برهانا بالكلية فكان برهان عينه ما قال الانس

تعالیٰ علیہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا کر بھیجا ہے ؎

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے ۔ ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا!!

دیگر انبیاء کرام کے اکثر معجزے ان کی ذوات قدسیہ کے علاوہ اور چیزوں میں تھیں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعجاز عصائے شریف میں تھا اور اس پتھر میں جس سے بارہ چشمے بہہ پڑے مگر نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا معجزہ تھے آپ کی چشم اقدس کا اعجاز یہ تھا کہ آپ نے یہ فرمایا مجھ سے پہلے رکوع و سجود نہ کیا کرو اس لئے کہ میں جس طرح آگے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں مواہب لدنیہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح آپ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے (بخاری شریف) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے قبلہ رخ دیکھتے ہو لیکن بخدا مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہے نہ سجود بے شک میں تمہیں پس پشت دیکھتا ہوں،

بالركوع والسجود فانى اراكم من خلفى كما اراكم من امامى الى آخرها قال فى المواهب عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال كان رسول الله يرى بالليل فى الظلمة كما يرى فى النهار فى الضوء رواه البخارى وعن عائشة رضى الله تعالى عنها كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يرى فى الظلماء كما يرى فى الضوء رواه البيهقى وعن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال هل ترون قبلتى ههنا فوالله ما يخفى على ركوعكم ولا سجودكم انى لاراكم من وراء ظهرى رواه البخارى ومسلم وعند مسلم من

(بخاری و مسلم) مسلم شریف میں حضرت انس رضی تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو میں تمہارا امام ہوں تم مجھ سے پہلے رکوع
سجود نہ کیا کرو کیونکہ تم آگے ہو یا پیچھے ہر صورت میں تمہیں دیکھتا ہوں۔ آیہ مبارکہ
الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی السّٰجدین کے متعلق حضرت مجاہد نے فرمایا کہ
آپ جیسے آگے دیکھتے تھے اسی طرح آپ پچھلی صفوں کو بھی دیکھتے (حمیدی وابن
آپ کی سماعت شریفہ کے اعجاز کے متعلق اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آپ فرماتے تھے
وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آ
چرچراتا ہے اور اسے حق بھی ہے کیونکہ اس میں چار انگشت بھی ایسی جگہ نہیں جہاں
کسی فرشتے نے اپنی جبین نیاز اللہ تعالیٰ کے سامنے نہ رکھی ہوئی ہو (ترمذی حن
روایۃ ابی ذر) حضرت حکیم بن حزام سے ابو نعیم نے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم شمع رسالت کے پروانوں کے درمیان تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا کیا ج
کچھ میں سنتا ہوں تمہیں بھی سنائی دیتا ہے صحابہ نے عرض کی ہمیں تو کچھ سنائی نہیں د
آپ نے فرمایا مجھے آسمان کے چرچرانے کی آواز سنائی دیتی ہے اور آسمان اس بات

روایۃ انس انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ایہا الناس انی امامکم فلا تسبقونی بالرکوع
ولا بالسجود فانی اراکم من امامی ومن خلفی وعن مجاهد فی قولہ تعالیٰ الذی
یراک حین تقوم وتقلبک فی السّٰجدین قال کان یری من خلفہ من الصفوف
کما یری من بین یدیہ رواہ الحمیدی وابن المنذر واما سمعہ الشریف
فحسبک انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون
اطت السماء وحق لہا ان تئط لیس فیہا موضع اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ
ساجدا للہ رواہ الترمذی من روایۃ ابی ذر وما رواہ ابو نعیم من حکیم بن حزام بینما
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی اصحابہ اذ قال لہم تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شیء قال انی لاسمع
اطیط السماء وما تلام ان تئط ما فیہا موضع شبر الا وعلیہ ملک ساجد او

(الا علیہ ملک ساجد او) قائم (من المواهب) وکذا اعجاز سائر اعضائہ الشریفۃ ولا یسع هذا المختصر مفصلا
فما ذکرنا کفایۃ للموقنین ومن اراد الزیادۃ فلیرجع الی المواهب واللہ یہدی
من یشاء الی صراط مستقیم۔

الباب الثانی فی دفع شبہات المنکرین!

الشبہۃ الاولیٰ قالوا انما ادعیتم ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من نورہ وکلمۃ من تستعمل للتبعیض فی کلام العرب واللہ تعالیٰ لیس بمتبعض
ولا متجز ویلزم من هذا القول جزئیۃ نور النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لئے سجدہ ریز ہے اس لئے کہ اس میں بالشت بھر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ
یا قیام میں نہ ہو (مواہب لدنیہ) اسی طرح آپ کے ہر عضو شریف میں اعجاز پایا جاتا
ہے اہل یقین کیلئے اتنی تفصیل ہی کافی ہے جسے مزید تفصیل درکار ہو وہ مواہب لدنیہ
میں دیکھ سکتا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے راہ راست کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

باب دوم

منکرین کے اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض تم نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من نورہ (اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے قبل نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا) تمہارے اس قول سے لازم آتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا جزء ہو کیونکہ

لفظِ مِنْ "کلام عرب میں جزئیت کے لئے آتا ہے حالانکہ یہ ناممکن ہے اس لئے کہ کو[ئی] چیز بھی اللہ تعالیٰ کی جزء نہیں اور نہ ہی اس کی تقسیم ہو سکتی ہے۔

جواب کلمہ مِنْ "تبعیض اور جزئیت کے علاوہ بہت سے معانی کیلئے آتا [ہے] ان میں سے ایک معنی ابتدار غایت بھی ہے جیسے کہا جاتا ہے سِرتُ [من] البصرۃ الی الکوفۃ (میرے سفر کی ابتدار بصرے سے اور انتہا کوفے پر ہوئی) اس جگہ بھی مِنْ نُورِہٖ میں لفظ مِنْ "ابتدار غایت کیلئے ہے لہٰذا حدیث شریف ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ کا معنی یہ ہوگا کہ اس نور شریف کا مبدار نور الٰہی اور بقیہ انوار نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسط سے پیدا ہوئے علامہ بوصیری فرماتے ہیں ؎

معجزے جتنے کہ لائے تھے رسولانِ کرام — نسبت اُن کے نور سے جا ملتی ہے سبکی
آفتاب فضل ہے وہ سب ستارے اس کے تھے — ظلمتوں میں نور پھیلایا جنہوں نے بشیں و[...]

(مولانا محمد سعید صاحب پروفیسر دہلوی) معترض کو لاجواب کرنے والی مثال اللہ [تعالیٰ] کا یہ قول ہے انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مر[یم] وروح منہ اگر روح منہ میں کلمہ مِنْ کو جزئیۃ پر محمول کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا صاحب اجزاء ہونا لازم آئیگا جیسے کہ عیسائیوں کا گمان ہے حالانکہ یہ باطل محض ہے لہٰ[ذا]

وھذا مستحیل فی شانہ تعالیٰ قلنا کلمۃ من تستعمل لمعان متعددۃ سوی التبعیض ومن[ھا] کونھا لابتداء الغایۃ کما فی قولھم سرت من البصرۃ الی الکوفۃ وغیر ذالک فمن فی ھذا المقام لابتداء الغایۃ فمعنی قول النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ ان ابتداء خلق ذالک النور الشریف من نور اللہ تعالیٰ وبقیۃ الانوار مخلوقۃ بواسطۃ النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وللہ در الابوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ حیث قال

وکل آیٍ اتی الرسل الکرام بھا — فانما اتصلت من نورہ بھم
فانہ شمس فضل ھم کواکبھا — یظھرن انوارھا للناس فی الظلم

[وا]لے یعنی مِنْ کو ابتدار غایت پر محمول کیا جائیگا۔ جیسے کہ حدیث مذکور میں ہے معنی یہ ہوگا کہ [عیسیٰ] علیہ السلام کی خلقت کا مبدار اللہ تعالیٰ باپ کے واسطہ کے بغیر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو باپ کے بغیر پیدا فرمایا) جیسے کہ خود اس آیہ مبارکہ میں وکلمتہ القاھا الی مریم [میں اسی] طرف اشارہ ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام باپ اور نطفے کے واسطے کے بغیر کلمہ [کن سے] پیدا ہوئے گو تمام مخلوق کلمہ کُن سے پیدا ہوتی ہے لیکن اکثر اوقات درمیان [میں] وسائط آجاتے ہیں جیسے کہ بچے کی پیدائش میں باپ کا واسطہ آجاتا ہے۔ تفسیر [مد]ارک میں وروح منہ کے تحت لکھا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے پیدا [ہوئے] جیسے کہ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ (ارض وسماء کی تمام چیزیں تمہارے فائدے کیلئے ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا)

علمی لطیفہ صاحب مدارک اور علامہ اسماعیل حقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس جگہ ایک عجیب حکایت بیان کی ہے تفریح خاطر کیلئے اسے ذکر کردینا مناسب

[و]المثال الواضح البین المسکت للخصم قولہ تعالیٰ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ فلو حمل کلمۃ من فی ھذا المقام علی التبعیض یلزم التجزی [فی ذ]ات اللہ تعالیٰ کما زعمت النصاری وھو باطل فمن ھذہ لابتداء الغایۃ کما فی الحدیث المذکور ای ابتداء خلق عیسیٰ علیہ السلام من اللہ بغیر توسط الاب کما اشار الی ھذا المعنی فی سباق الایۃ بقولہ وکلمتہ القاھا الی مریم ای تکون بکلمۃ کن من غیر واسطۃ اب و[لا] نطفۃ وان کان تکوین الخلق کلہ بکلمۃ کن ولکن ربما توجد الوسائط کتکوین الابن بواسطۃ الاب فافھم وفی المدارک فی تفسیر قولہ تعالیٰ وروح منہ ای بتخلیقہ وتکوینہ کقولہ تعالیٰ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ

ومن اللطائف!

ما ذکر صاحب المدارک والاسماعیل الحقی فی ذالک المقام حکایۃ عجیبۃ فلا باس علینا ان نوردھا تشحیذ الاذھان الناظرین

رہے گا۔ ہارون الرشید کا معالج ایک عیسائی تھا وہ خوبصورت اور نوعمر تھا
ادب اور تمام اُن عادات میں کمال رکھتا تھا جن کے ذریعے بادشاہوں تک
رسائی حاصل ہو سکے ہارون الرشید کی شدید خواہش تھی کہ وہ مسلمان ہو جائے
لیکن وہ تیار نہ ہوتا تھا۔ ہارون الرشید نے اس سے طرح طرح کے انعامات
کے وعدے کئے مگر وہ نہ مانا۔ ایک دن خلیفہ ہارون الرشید نے اسے کہا
کہ تو کیوں ایمان نہیں لاتا اس نے کہا بات یہ ہے کہ خود تمہاری کتاب میں اس
کے ماننے والے کے خلاف دلیل ہے ہارون الرشید نے کہا وہ کیا ہے اس نے
یہ آیت پیش کی وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس آیت
سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی جزء ہونا ثابت ہوتا ہے یہ سن کر ہارون
الرشید کو پریشانی ہوئی اور اس نے وقت کے علماء کو جمع کیا مگر ان میں کوئی ایسا
نہ تھا جو اس شبہے کا جواب دیتا۔ کسی نے ہارون الرشید سے کہا کہ خراسان سے

روی انہ کان لھارون الرشید طبیب نصرانی وکان غلاما حسن الوجہ جل
وکان کامل الادب جامعا للخصال التی یتوصل بہا الی الملوک وکان الرشید
مولعا بان یسلم وھو یمتنع وکان الرشید یمنیہ الامانی ان اسلم فابی فقال لہ
ذات یوم مالک لا تؤمن قال ان فی کتابکم حجۃ علی من انتحلہ قال وما ھی قال
قولہ تعالٰی۔ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ
فعنی بھذا ان عیسٰی علیہ السلام جزء منہ فضاق قلب الرشید و
جمع العلماء فلم یکن فیہم من یزیل شبہۃ
حتی قیل لہ قد وفد الحجاج من خراسان
وفیہم رجل یقال لہ حسین بن واقد من اھل مرو
وھو امام فی علم القرآن فدعاہ فجمع بینہ وبین الغلام
فسئل الغلام فاستعجم علیہ الجواب فی الوقت

حاجیوں کا قافلہ آیا ہے ان میں اہل مرو میں سے علی بن حسین واقدی بھی ہیں وہ
علم قرآن کے امام ہیں انہیں بلایا گیا اس عیسائی نوجوان نے پھر وہی سوال کیا
حسین بن واقد بروقت جواب نہ دے سکے انہوں نے فرمایا اے امیر المومنین
اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات یقیناً تھی کہ مجھ سے تیری مجلس میں یہ خبیث یہ سوال کریگا
اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو اسکے جواب سے خالی نہ رکھا ہوگا فی الحال اس کا جواب میرے ذہن
میں نہیں اسکا مجھے رب العزت کی قسم ہے میں اس وقت تک کچھ کھاؤں گا اور نہ
پیئوں گا جب تک کہ بفضلہ تعالیٰ اس کا جواب نہ تلاش کر لوں اور تاریک گھر
میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا اور قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ سورۃ
جاثیہ کی اس آیت تک پہنچ گئے وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ
انہوں نے بلند آواز سے فرمایا دروازہ کھول دو مجھے جواب مل گیا اور عیسائی نوجوان
کو بلا کر ہارون الرشید کے سامنے اسے یہ آیہ مبارکہ سنائی اور کہا کہ اگر قرآن مجید
کی اس آیت وروح منہ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی جزء ہونا ثابت ہوتا

وقال علم اللہ یا امیر المؤمنین فی سابق علمہ ان ھذا الخبیث یسألنی فی
مجلسک ھذا وانہ لم یخل کتابہ عن جوابہ وانہ لم یحضرنی الآن وللہ علی
ان لا اطعم ولا اشرب حتی ادری الذی یجب عن الحق ان شاء اللہ تعالٰی
ودخل بیتا مظلما واغلق علیہ بابہ واندفع فی قراءۃ القرآن حتی بلغ من
سورۃ الجاثیۃ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ
فصاح باعلٰی صوتہ افتحوا الباب فقد وجدت الجواب ففتحوا ودعا
الغلام فقرأ علیہ الآیۃ بین یدی الرشید وقال ان کان قولہ وروح منہ
یوجب ان یکون عیسٰی بعضا منہ وجب ان یکون ما فی السموات وما فی
الارض بعضا منہ فانقطع النصرانی واسلم وفرح الرشید فرحا شدیدا
ووصل علی ابن حسین الواقدی المروزی بصلۃ جیدۃ فلما عاد علی ابن

ہے تو مذکورہ بالا آیت جمیعاً منہ سے لازم آئیگا کہ زمین و آسمان کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی جزء بن جائیں وہ عیسائی لاجواب ہوگیا اور مسلمان ہوگیا ہارون الرشید کو بے حد خوشی ہوئی اور علی ابن حسین واقدی مروزی کو بہترین انعام واکرام سے نوازا علی بن حسین نے مرو واپس جاکر ایک کتاب کتاب النظائر فی القرآن تصنیف فرمائی جس کا مقابلہ دوسری کوئی کتاب نہیں کرسکتی۔ اے عزیز جب تو نے ارشاد باری تعالیٰ وروح منہ اور وما فی السمٰوات وما فی الارض جمیعا منہ کا معنے سمجھ لیا تو تجھے حبیب باری تعالیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان۔ ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ کا معنی سمجھنا مشکل نہ ہوگا اسی لئے علامہ زرقانی نے من نورہ کی تفسیر فرمائی کہ اس نور سے پیدا فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین ہے یہ معنی نہیں کہ ذات باری تعالیٰ آپ کے نور کیلئے مادہ ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا آپ کے وجود مسعود سے تعلق ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمادیا۔

دوسرا شبہ مخالفین کہتے ہیں کہ تم نے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا یہ حدیث اگر صحیح ہو تو حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اس کے خلاف ہے کہ رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے فرمایا کہ لکھ اس نے عرض کی کہ کیا لکھوں فرمایا القدر لکھ اس نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے سب لکھ دیا۔ (ترمذی شریف) تمہارا دعویٰ ہے کہ سب سے پہلی مخلوق نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ہے اس دعویٰ پر ایسی حدیث سے استدلال کیسے صحیح ہوسکتا ہے جس کے مخالف ایک اور حدیث موجود ہے!

جواب ان حدیثوں میں ہرگز مخالفت نہیں کیونکہ مواہب میں ہے کہ اولیت کی دو قسمیں ہیں اولیت حقیقی (سب سے پہلے ہونا) اولیت اضافی یعنی بعض سے پہلے ہونا قلم تخلیق میں نور نبوی کے علاوہ مخلوقات سے پہلے ہے سب سے پہلے جسے پیدا کیا گیا ہے وہ نور محمدی ہی ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ نور محمدی کے بعد تخلیق میں قلم دوسری تمام مخلوقات سے مقدم ہے یا نہیں ابو العلیٰ ہمدانی کہتے ہیں اصح یہ ہے کہ عرش قلم

الحسين الى مرو وصنف كتابا سماه كتاب النظائر فى القرآن وهو كتاب لا يوازيه كتاب واذا انتقش، يا هذا على صحيفة خاطرك معنى قوله تعالى وروح منه ومعنى وما فى السموات وما فى الارض جميعا منه فانظر الى معنى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره ولذا فسره الزرقانى اى من نور هو ذاته لا بمعنى انها مادة خلق نوره فيها بل بمعنى تعلق الارادة به بلا واسطة شيئ فى وجوده

الشبهة الثانية قالوا ادعيتم ان الله خلق قبل الاشياء نور النبى صلى الله تعالى عليه وسلم من نوره فهذا الحديث على تقدير صحته معارض لحديث عبادة بن صامت حيث قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان اول ما خلق الله القلم فقال له اكتب قال ما اكتب قال اكتب القدر فكتب ما كان وما هو كائن الى الابد رواه الترمذى وانتم ادعيتم ان اول المخلوقات نور النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فكيف يصح استدلالكم بالحديث المتعارض قلنا لا تعارض بين الحديثين لان الاولية على قسمين اولية حقيقية واولية اضافية فاولية القلم بالنسبة الى ما عدا النور النبوى المحمدى كما فى المواهب وقد اختلف هل القلم اول المخلوقات بعد النور المحمدى فقال ابو العلاء الهمدانى الاصح ان العرش قبل القلم لما

سے پہلے ہے اس لیے کہ حدیث صحیح میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارض وسما کی تخلیق سے پچاس
ہزار سال پہلے مخلوقات کی مقدار مقرر فرما دی اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ یہ
حدیث صریح ہے کہ تقدیر عرش کی پیدائش کے بہت بعد ہے یہ تقدیر و تعیین قلم کو پیدا کر
ہی واقع ہوئی۔ چنانچہ حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے جس چیز کو پیدا فرمایا وہ قلم ہے اسے فرمایا کہ لکھ اس نے عرض
کی اے رب کیا لکھوں فرمایا ہر شے کی مقدار لکھ دے اس کی روایت امام احمد و ترمذی
نے کی اور اسے صحیح قرار دیا نیز انہوں نے ابو رزین عقیلی سے مرفوعاً روایت کی کہ پانی عرش
سے پہلے پیدا کیا گیا۔ سدی نے متعدد سندوں سے یہ روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے پانی سے
پہلے کسی کو پیدا نہیں کیا لہٰذا (اول ماخلق اللہ نوری اور اول ماخلق اللہ القلم) میں اس طرح
تطبیق دی جائیگی کہ نور محمدی پانی اور عرش کے علاوہ اشیاء سے پہلے قلم کو پیدا کیا گیا
(مواہب لدنیہ کا کلام ختم ہوا) بعض علماء نے کہا کہ ہر ایک میں اولیت اضافی ہے یعنی ا
میں سب سے پہلے نور محمدی پیدا کیا گیا اسی طرح باقیوں میں اس مقام میں عارف ربانی سید

ثبت فی الصحیح عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ تعالی
علیہ وسلم قدر اللہ مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسین
الف سنۃ وکان عرشہ علی الماء فہذا صریح ان التقدیر بعد خلق العرش ووقع
عند اول خلق القلم لحدیث عبادۃ ابن صامت مرفوعا اول ما خلق اللہ القلم
قال لہ اکتب قال رب وما اکتب قال اکتب مقادیر کل شیء رواہ احمد والترمذی
وصححہ وروینا من حدیث ابی رزین العقیلی مرفوعا ان الماء خلق قبل العرش
وروی السدی باسانید متعددۃ ان اللہ لم یخلق شیئا مما خلق قبل الماء فیجمع بینہ وبین
قبلہ بان اولیۃ القلم بالنسبۃ الی ما عدا النور النبوی المحمدی والماء والعرش انتہی وقیل الاولیۃ
کل باضافۃ الی جنسہ ای اول ما خلق اللہ من الانوار نوری وکذا فی باقیہا والشیخ العارف الربانی سید

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مبارک سر الاسرار میں کلام دقیق فرمائی
فرمائی ہے جو کہ لائق غور ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پہلے
میری روح کو پیدا فرمایا یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا ایک حدیث میں
ہے کہ پہلے عقل کو پیدا فرمایا ایک اور حدیث میں ہے کہ پہلے قلم کو پیدا فرمایا ان سب سے
شیٔ واحد یعنی حقیقت محمدیہ مراد ہے اسے نور اس لیے فرمایا کہ وہ ظلمتوں سے پاک ہے چنانچہ
ارشاد باری تعالیٰ ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۵ اور عقل اس لیے
کہ وہ مدرک کلیات (و جزئیات) ہے اور قلم اس لیے فرمایا کہ وہ عالم حروف کی طرف
علم کے منتقل ہونے کا سبب ہے اقبال کہتے ہیں ؎

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب — فلک نیلی فام بھی تیرے سمندر میں حباب

تیسرا شبہ | نبی اکرم نور مجسم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کے منکر ارشاد باری تعالیٰ
قل انما انا بشر مثلکم (تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں)
اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی بشریت کا اعلان فرما دیں جو بشر
ہو وہ نور نہیں ہو سکتا۔ تم کس طرح کہتے ہو کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں؟

عبد القادر الجیلانی قدس سرہ العزیز ہہنا کلام دقیق بالتامل حقیق فی کتابہ سر الاسرار حیث قال
قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اول ما خلق اللہ روحی واول ما خلق اللہ نوری واول ما
خلق اللہ العقل واول ما خلق اللہ القلم والمراد منہم شیء واحد وہو الحقیقۃ المحمدیۃ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم لکن سمی نورا لکونہ صافیا من الظلمات کما قال اللہ تعالی قد جاءکم
من اللہ نور وکتاب مبین وعقلا لکونہ مدرکا للکلیات وقلما لکونہ سببا لنقل العلم فی
عالم الحروف انتہی

الشبہۃ الثالثۃ | تمسک المنکر لنورانیۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بقولہ تعالی قل انما انا
بشر مثلکم یوحی الی الآیۃ بان اللہ تعالی امر النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بتسلیم البشریۃ وبین ان البشریۃ
والنوریۃ متنافیان فکیف تقولون انہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نور

جواب بشر ہونا نور ہونے کے منافی نہیں ایسے ہی بشر ہونا رسول ہونے کے منافی نہیں جیسے کہ رسولوں کی رسالت کے منکرین نے کہا تھا قرآن مجید میں ہے (کافروں نے کہا تم تو ہم جیسے بشر ہو۔ تم ہمیں ہمارے باپ دادا کے معبودوں سے روکتے ہو رسولان ذی شرف علیہم السلام نے ارخاء عنان کے طور پر مخالفین کے بعض اقوال کو مانتے ہوئے فرمایا یہ صحیح ہے کہ صورت ظاہری میں بظاہر ہم تمہاری طرح ہی ہیں ولکن اللّٰہ یمن علی من یشاء من عبادہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے انہیں نبوت اور اس کے علاوہ ایسی کامل صفتیں عطا فرماتا ہے جو عام آدمیوں کی حیثیت سے بالا ہوتی ہیں جس طرح انبیاء و رسل کی بشریت کو ماننے سے ان کی رسالت کا انکار لازم نہیں آتا اسی طرح بشریت کو ماننے سے نور ہونے کا انکار لازم نہیں اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت بھی دوسرے آدمیوں سے ماوراء ہے ؎

محمد گو بشر ہیں لیک فخر آدمیت ہیں چنانچہ خون آہو میں فضیلت مشک اذفر کو

تحقیق یہ ہے انبیاء و رسل کی دو حیثیتیں ہیں ایک نور ہونے کی اور دوسری بشر ہونے کی نور ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ سے وحی (اور اسکے علاوہ فضائل) کا فیض حاصل کرتے ہیں اور بشر ہونے

قلنا لا منافاۃ بین البشریۃ والنوریۃ کما لا منافاۃ بین البشریۃ والرسالۃ کما ادعاھا المنکرون لرسالۃ الرسل کما حکی اللّٰہ تعالیٰ قولھم ان انتم الا بشر مثلنا تصدوننا عما کان یعبد آباؤنا فاجاب الرسل علیھم السلام ایاھم علی سبیل ارخاء العنان وتسلیم لبعض مقدمات الخصم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللّٰہ یمن علی من یشاء من عبادہ ای یعطی الرسالۃ وغیرھا من الصفات الفاضلۃ التی لا تکاد توجد فی عامۃ البشر فکما لا یلزم من تسلیم البشریۃ نفی الرسالۃ کذا لا یلزم من تسلیم البشریۃ نفی النوریۃ ولذا قیل فی صفۃ النبی صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر لا کالا بشر کما ان الیاقوت حجر لا کالاحجار ؎ وان تفق الانام وانت منھم فان المسک بعض دم الغزال

والتحقیق ان الرسل علیھم السلام تکون لھم جھتان جھۃ النوریۃ وجھۃ البشریۃ فبنوریتھم یستفیضون الوحی من اللّٰہ تعالیٰ وببشریتھم

حیثیت سے لوگوں کو انعامات الٰہیہ عطا کرتے ہیں (رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں (اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) انبیاء کرام گویا اللہ تعالیٰ اور اپنی امتوں کے درمیان واسطہ ہیں جیسے کہ قاضی بیضاوی نے افادہ فرمایا آیۂ مبارکہ واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ کے تحت فرماتے ہیں خلیفہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اس لئے کہ آپ اور دیگر انبیاء کرام زمین میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین کی آبادی لوگوں کے معاشی نظام ان کے نفوس کی تکمیل اور ان میں اپنے حکم کو نافذ کرنے کیلئے خلیفہ بنایا کسی کو خلیفہ یا تو اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اصل مثلاً بادشاہ تمام کام سرانجام دینے سے عاجز ہے یا کہیں جا رہا ہے یا مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام وجوہ سے پاک ہے پھر اس نے خلیفہ کیوں بنایا) خلیفہ بنانے کی وجہ یہ نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت اور احتیاج تھی وجہ یہ تھی کہ دوسرے لوگوں میں کمی اور نقص تھا وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کے فیض اور اس کے احکام کو حاصل نہ کر سکتے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتے کو نبی نہ بنایا ارشاد باری تعالیٰ ہے لو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا اگر ہم کسی فرشتے کو نبی بناتے تو اسے بھی بصورت مرد ظاہر کرتے) دیکھئے چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام

یفیضون علی الناس فھم کالواسطۃ بین اللّٰہ تعالیٰ وبین اممھم کما افاد القاضی البیضاوی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ فی تفسیر قولہ واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ الآیۃ والمراد بہ آدم علیہ السلام لانہ کان خلیفۃ اللّٰہ فی ارضہ وکذا لک کل نبی استخلفھم فی عمارۃ الارض وسیاسۃ الناس وتکمیل نفوسھم وتنفیذ امرہ فیھم لا لحاجۃ بہ تعالیٰ الی من ینوبہ بل لقصور المستخلف علیھم

قولہ لقصور المستخلف علیہ لما انہ فی غایۃ الکدورۃ وذاتہ تعالیٰ فی غایۃ التقدس والمناسبۃ شرط فی قبول الفیض علی ما جرت بہ العادۃ الالٰھیۃ فلا بد من توسط ذی جھتی التجرد والتعلق یستفیض من جھۃ ویفیض باخری ۱۲ حواشی بیضاوی (ترجمہ) کیونکہ عام آدمی انتہائی کدورت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات انتہائی مقدس ہے فیض قبول کرنے کیلئے مناسبت شرط ہے جیسے کہ عادۃ اللہ ہے اسلئے ایک ایسی ذات کا واسطہ ضروری ہے جو بشری نقائص اور کدورتوں سے منزہ ہو اور مخلوق میں شامل بھی ہو تاکہ ایک حیثیت سے فیض لے اور ایک حیثیت سے فیض دے ۱۲ حواشی بیضاوی

کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ قوت عطا فرمائی تھی اور ان کی طبیعت میں اس قدر نورانیت اور صفائی تھی کہ قریب تھا کہ منہ سے کچھ کہے بغیر فیض انوار تقسیم فرما دیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ملائکہ بھیجے اور بلند مرتبہ حضرات سے بلا واسطہ کلام فرمائی چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کوہِ طور پر اور سرور دو عالم شب اسریٰ کے دولہا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معراج کی رات گفتگو فرمائی ہمارے جسم میں اس کی نظیر یوں سمجھئے کہ چونکہ ہڈی اور گوشت میں بہت دوری ہے (کیونکہ ہڈی سخت اور گوشت نرم ہے) اور ہڈی گوشت سے غذا نہیں حاصل کر سکتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے ان کے درمیان نرم ہڈی پیدا کر دی تا کہ وہ گوشت سے غذا حاصل کرے اور سخت ہڈی کو دے (کلام بیضاوی ختم) میں کہتا ہوں کہ ارشاد باری تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم میں مثلکم سے مراد تمام امور میں یکسانیت نہیں اس لئے کہ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صوم وصال (شب و روز روزہ رکھنے سے منع فرمایا) ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ آپ خود تو صوم وصال رکھتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ مجھے تو میرا رب کھلاتا اور شراب محبت پلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارے

عن قبول فيضه وتلقى امره بغير وسط ولذا لم يستنبئ ملكا كما قال الله ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا الا ترى ان الانبياء عليهم السلام لما فاقت قوتهم واشتعلت قريحتهم بحيث يكاد زيتها يضيئ ولو لم تمسسه نار ارسل اليهم الملائكة ومن كان منهم اعلى رتبة كلمه بلا واسطة كما كلم موسى عليه السلام في الميقات ومحمدا عليهما السلام ليلة المعراج ونظير ذالك في الطبيعة ان العظم لما عجز عن قبول الغذاء عن اللحم لما بينهما من التباعد جعل البارئ تعالى بحكمته بينهما الغضروف المناسب لهما ليأخذ من هذا ويعطي ذالك انتهى ثم اقول ليس المراد من المثلية في قوله تعالى قل انما انا بشر مثلكم المثلية في جميع الامور لما ورد في حديث مسلم عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن الوصال فقال رجل من المسلمين فانك يا رسول الله تواصل قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وايكم مثلي ابيت يطعمني ربي ويسقيني وقال تعالى في شان ازواج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

میں فرماتا ہے اے نبی کی بیبیو! تم دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات جیسی کوئی عورت نہیں صرف اس وجہ سے کہ انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہے، تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کون ہو سکتا ہے۔ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم
ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

چوتھا شبہ مخالفین عام طور پر اس شخص کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں جو نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے آپ کو نور کہہ دیتا ہے یا آپ کی عظمت شان، رفعت مقام اور دربار الٰہی میں آپ کی عزت کو بیان کرتا ہو وہ مغالطہ یہ ہے کہ بخاری شریف میں حدیث شریف ہے کہ تم میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا میں تو اللہ تعالیٰ کا بندۂ مکرم ہوں، تم مجھے اللہ تعالیٰ کا مقبول ترین بندہ اور اس کا رسول کہو۔

جواب حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ میری تعریف میں اتنا مبالغہ نہ کرو کہ وہ جھوٹ کی حد کو پہنچ جائے علامہ خفاجی نے شرح شفا میں علامہ ہروی سے نقل کرتے ہوئے

يا نساء النبي لستن كاحد من النساء فاذا لم يكن بين نساء النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وبين نساء العالمين مماثلة فكيف يماثل احد للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم

الشبهة الرابعة ومن مغالطاتهم التي تكثر ورودها على كل من يمدح النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالنور وغير ذالك من جلالة قدره وعلو رتبته ووجاهته عند الله تعالى الاعتراض بحديث البخاري لا تطروني كما اطرت النصارى ابن مريم انما انا عبد فقولوا عبد الله ورسوله۔

فالجواب ان المراد من الاطراء المبالغة في المدح بحيث يصل الى حد الكذب ذكر العلامة الخفاجي في شرح الشفاء ناقلا عن الهروي الاطراء مجاوزة الحد في المدح والكذب فيه وبه فسر

حدیث کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ مدح میں حد سے تجاوز اور جھوٹ ناجائز ہے ورنہ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف ہر شخص کو کرنی ضروری ہے ممنوع یہ ہے کہ ایسی تعریف کی جائے جو آپ کی شان کے لائق نہ ہو اسی لئے تو آپ نے فرمایا کہ اس طرح میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جس طرح عیسائی ابن مریم کی تعریف میں کرتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور اسی قسم کی دوسری ناجائز باتیں یہی بات علامہ بوصیری قدس سرہ نے فرمائی ہے ؎ چھوڑ کر وہ دعویٰ جس کے نصاریٰ ہیں مدعی چاہو جو بھی شان میں اسے زیبا ہو اللہ کی قسم ۔ علمائے عربیہ کا قاعدہ ہے کہ جب کلام مقید پر نہی وارد ہو تو وہ نہی قید کی طرف راجع ہوتی ہے جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جس طرح آیت مبارکہ کا معنیٰ یہ نہیں کہ تم بالکل نماز کے قریب نہ جاؤ بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ (در حقیقت نشے سے ممانعت ہے) اسی طرح حدیث مذکور میں مطلقاً تعریف میں مبالغہ کرنے سے ممانعت نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں عیسائیوں کے مبالغے کی طرح مبالغے سے منع کیا گیا ہے عیسائیوں کا قول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اسی قسم کے اور بہت سے خرافات ہیں۔

پانچواں شبہ :- تم کہتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں حالانکہ قرآن مجید میں ہے "اللہ نور السموات والارض" تمہارے قول پر شرک لازم آجائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نور ہے اور تم حضور کو بھی نور مانتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کوئی اسکا شریک ہو ہی نہیں سکتا پس سمجھنا چاہئے کہ "اللہ نور السموات والارض" پوری آیہ مبارکہ کا کیا معنیٰ ہے

الحدیث وقد علمت ان الذی قالہ الامام النووی معنی الحدیث وھو منع من الاطراء ومدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلوب من کل احد ولکن انما ھو بما لایلیق بہ ولذا قال کما اطرت النصاریٰ ابن مریم فانھم قالوا فیہ انہ ابن اللہ وغیرھما مما ھو کفر فیہ وھذا کقول البوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ ؎ دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم + واحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم ۔ ثم اقول المشہور عند علماء العربیۃ ان النھی اذا ورد علی کلام مقید فیرجع ذالک الی القید کما فی قولہ تعالیٰ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ فلیس المراد فی الآیۃ النھی عن قربان الصلوٰۃ مطلقا کما لایخفی بل عن القربان فی حالۃ السکر کذلک الحدیث لیس المراد فی الحدیث المذکور النھی عن الاطراء مطلقا بل المنھی عنہ الاطراء مثل اطراء النصاریٰ فی شان عیسیٰ علیہ السلام حیث قالوا ھو ابن اللہ وغیر ذالک من الخرافات فافھم. الشبہۃ الخامسۃ فان قیل اذا قلتم ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور مع انہ ثبت بنص الکتاب اللہ نور السموات والارض فیلزم الشرک علی قولکم واللہ لا یشرکہ شیء فی ذاتہ ولا فی صفاتہ فما معنی قولہ تعالیٰ اللہ نور السموات والارض الآیۃ

جواب :- مذکورہ بالا آیہ مبارکہ کی تفسیر میں قاضی بیضاوی فرماتے ہیں ۔ نور در اصل وہ کیفیت ہے کہ آنکھ پہلے اس کا ادراک کرتی ہے اور اسکے واسطے سے باقی نظر آنے والی چیزوں کو دیکھتی ہیں مثلاً وہ کیفیت اور روشنی جو چاند اور سورج کے مقابل کثیف جسموں پر پڑتی ہے نور کا اس معنے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ پر اطلاق اسی وقت درست ہو سکتا ہے جبکہ مضاف محذوف نکالا جائے جیسے زید کو کرم کہا جائے بمعنے صاحب کرم یا مجازی معنے مراد لیا جائے اور معنے یوں کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو منور فرمانے والا ہے ایک قرأت میں منور السموات والارض " کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارض وسما کو ستاروں اور انکی روشنی سے منور فرمایا یا ان کو جیسے کہ ملائکہ اور انبیاء کے ذریعے زینت بخشی اسکے علاوہ بھی انہوں نے تاویلیں ذکر کیں جلالین میں بھی یہی معنے بیان کیا سید سلیمان جمل حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں کہ نور کی تاویل اسم فاعل سے اس لئے کی کہ نور در حقیقت ایک کیفیت اور عرض ہے جس کا آنکھ سے ادراک کیا جاتا ہے اس لئے اس کا ذات باری تعالیٰ پر حمل درست نہیں امام محی السنہ "معالم التنزیل" میں فرماتے ہیں یہ ایک تمثیل ہے اس کے معنی میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض علماء نے فرمایا کہ یہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کی تمثیل ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا مجھے ارشاد باری تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ کے متعلق کچھ بتایئے حضرت کعب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے چنانچہ مشکوٰۃ سے آپکا سینہ مبارک اور زجاجہ سے دل شریف اور مصباح سے مراد صفت نبوت ہے جو کہ نور

قلنا ذکر القاضی البیضاوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ المذکور النور فی الاصل کیفیۃ تدرکھا الباصرۃ اولا وبواسطتھا سائر المبصرات کالکیفیۃ الفائضۃ من النیرین علی الاجرام الکثیفۃ المحاذیۃ لھما وھو بھذا المعنی لا یصح اطلاقہ علی اللہ تعالیٰ الا بتقدیر مضاف کقولک زید کرم بمعنی ذوکرم او علی تجوز اما بمعنی منور السموات والارض وقد قرئ بہ فانہ تعالیٰ نورھا بالکواکب وما یفیض عنہا من الانوار او بالملائکۃ والانبیاء وذکر غیر ذالک من التاویلات وکذا قال فی الجلالین ای منورھا بالشمس والقمر قال السید سلیمان الجمل انما اولہ باسم الفاعل لان حقیقۃ النور کیفیۃ ای عرض یدرک بالبصر فلا یصح حملہ علی الذات الاقدس وقال الامام محی السنۃ فی معالم التنزیل اختلف اھل العلم فی معنی ھذا التمثیل فقال بعضھم وقع ھذا التمثیل لنور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابن عباس لکعب الاحبار اخبرنی عن قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ فقال کعب ھذا مثل ضربہ اللہ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالمشکوٰۃ صدرہ والزجاجۃ قلبہ والمصباح فیہ النبوۃ توقد من شجرۃ مبارکۃ ھی شجرۃ النبوۃ یکاد نور محمد

کہ شجر مبارک سے روشن ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ اگرچہ آپ لوگوں سے نہ فرمائیں کہ میں نبی ہوں تاہم واضح ہوا جاتا ہے جیسے صاف و شفاف زیتون کا تیل آگ کے چھوئے بغیر روشن ہوا جاتا ہے حضرت سالم حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ہیں کہ اس آیت میں مشکوٰۃ سے مراد نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بطن اقدس ہے اور مصباح وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس بطن شریف میں رکھ دیا لاشرقیۃ ولاغربیۃ یعنے نہ یہودی ہیں اور نہ عیسائی انہیں شجر مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیا رہتی ہے نور علی نور یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو نور جمع ہوگئے محمد بن کعب قرظی نے اس آیت کا معنے یوں بیان کیا کہ مشکوٰۃ سے مراد ابراہیم علیہ السلام اور زجاجہ سے اسمٰعیل علیہ السلام اور مصباح سے مراد نبی اکرم نور مجسم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مصباح رکھا جیسے کہ آپ کو سراج منیر فرمایا اور شجر مبارکہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں آپ کو شجر مبارک اس لئے کہا کہ اکثر انبیا آپ کی پشت سے ہیں لاشرقیۃ ولاغربیۃ سے مراد یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ ہر حال میں سیدھے راستے پر خدا پرست تھے کیونکہ یہودی مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور عیسائی مشرق کی طرف یکاد زیتھا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار یعنے یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں قبل از وحی لوگوں پر آشکار ہو گئی تھیں نور علی نور یعنے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی ہیں اور نبی یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں انتہی کلام المعالم یہ تمام نقول ہمارے قول کی تائید کرتی ہیں اور شرک لازم نہیں آتا کیونکہ نور کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر مجاز ہے جیسے کہ تفصیلاً مذکور ہوا یہ آخری فوائد ہیں جنہیں ہم نے جمع کیا اور وہ نایاب جواہر ہیں جنہیں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم معتبر کتابوں سے نقل کیا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے ذریعے ہدایت کے متلاشیوں اور راہ راست پوچھنے والوں کو اپنے حبیب کریم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل پاک کے طفیل نفع عطا فرمائے۔ (عبد الحق بن میر محمد جابری نسباً نقشبندی مسلکاً حنفی مذہباً چشتی مشرباً عفی اللہ عنہ)

وامره بين للناس ولو لم يتكلم انه نبي كما يكاد ذالك الزيت يضيء ولو لم تمسسه النار وروى سالم عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهم في هذه الآية قال المشكوة جوف محمد والمصباح النور الذي جعله الله فيه لا شرقية ولا غربية لا يهودي ولا نصراني توقد من شجرة مباركة ابراهيم نور على نور قلب ابراهيم ونور قلب محمد صلى الله تعالى عليه وسلم وقال محمد بن الكعب القرظي المشكوة ابراهيم والزجاجة اسمعيل والمصباح محمد صلوات الله عليهم اجمعين سماه مصباحا كما سماه سراجا منيرا فقال الله تعالى وسراجا منيرا توقد من شجرة مباركة وهي ابراهيم سماه مباركة لان اكثر الانبياء من صلبه لا شرقية ولا غربية يعني ابراهيم لم يكن يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما لان اليهود تصلي قبل المغرب والنصارى قبل المشرق يكاد زيتها يضيء ولو لم تمسسه نار تكاد محاسن محمد صلى الله تعالى عليه وسلم تظهر للناس قبل ان يوحى اليه نور على نور نبي من نسل نبي نور محمد صلى الله عليه وسلم على نور ابراهيم انتهى فهذه النقول كلها تؤيد ما قلنا ولا يلزم الشركة لان اطلاق النور على الله تعالى على سبيل المجاز فافهم هذا آخر ما جمعناه من الفوائد التقطناه من الكتب المعتبرة بعون الله تعالى واسئله ان ينفع بها الطالبين الراشدين والسائرين الى طريق الحق بحرمة النبي صلى الله عليه وسلم وآله والراقم عبد الحق بن مير محمد الجابري نسباً النقشبندي مسلكاً الحنفي مذهبا والچشتي مشربا عفى الله عنه عبد الحق

(مطبوعہ لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور)